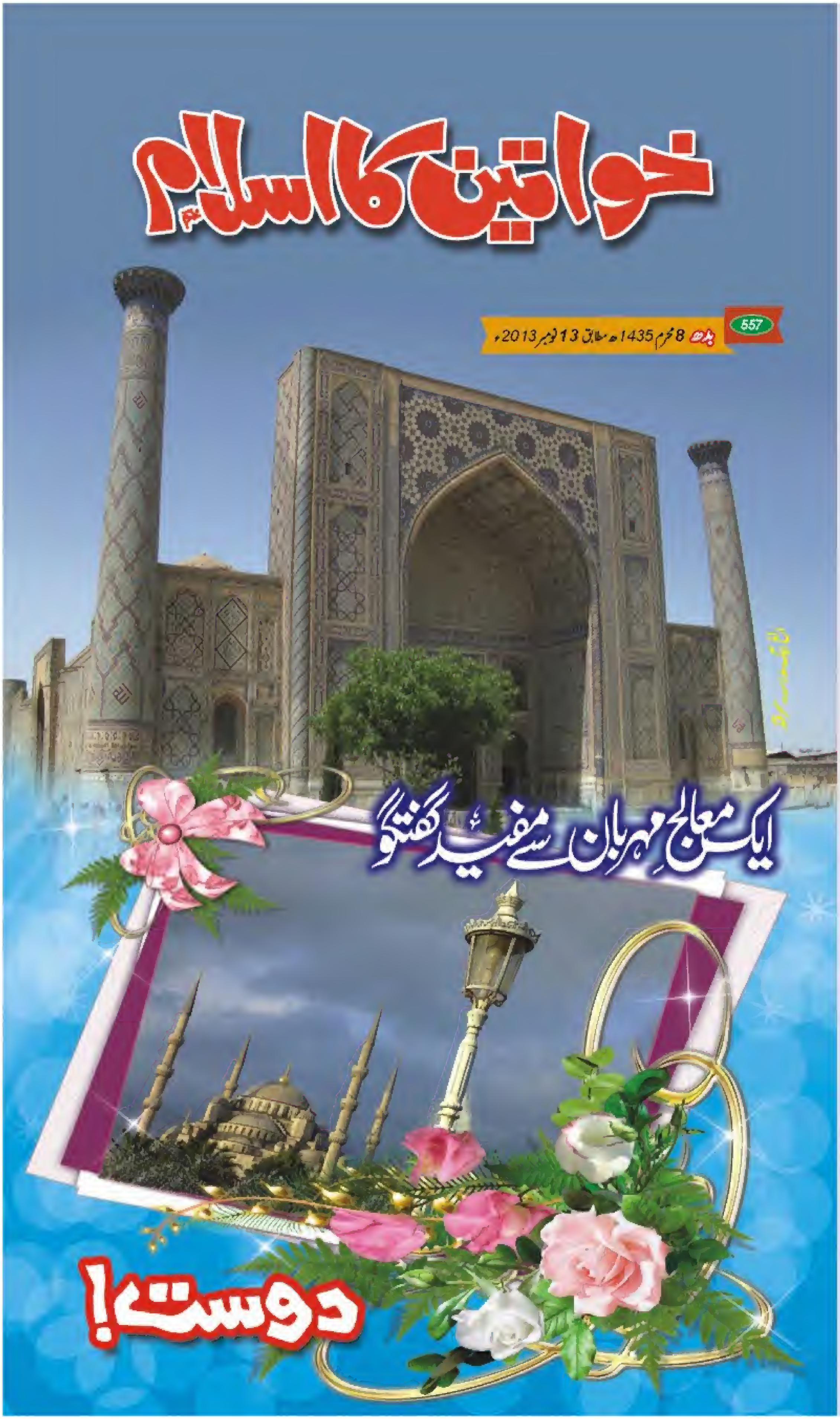

خواتین کا اسلام
557
بدھ 8 محرم 1435ھ مطابق 13 نومبر 2013ء
ایک معالج مہربان سے مفید گفتگو
دوست!

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

القرآن

ربّ کی رحمت

ذوالقرنین نے کہا: یہ میرے رب کی رحمت ہے (کہ اس نے ایسی دیوار بنانے کی توفیق دی) پھر میرے رب نے جس وقت کا وعدہ کیا ہے، جب وہ وقت آئے گا تو وہ اس (دیوار) کو ڈھا کر زمین کے برابر کر دے گا، اور میرے رب کا وعدہ بالکل سچا ہے۔'' اور اس دن ہم ان کی یہ حالت کر دیں گے کہ وہ موجوں کی طرح ایک دوسرے سے ٹکرا رہے ہوں گے، اور صور پھونکا جائے گا، تو ہم سب کو ایک ساتھ جمع کر لیں گے۔ اور اس دن ہم دوزخ کو ان کافروں کے سامنے کھلی آنکھوں لے آئیں گے۔ جن کی آنکھوں پر (دنیا میں) میری نصیحت کی طرف سے پردہ پڑا ہوا تھا، اور جو سننے کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے۔

(سورۃ الکہف، 101,100,99,98)

معارف: ذوالقرنین نے اتنا بڑا کارنامہ انجام دینے کے بعد دو حقیقتوں کو واضح کیا۔ ایک یہ کہ یہ سارا کارنامہ میرے قوت بازو کا کرشمہ نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مجھے اس کی توفیق ہوئی ہے۔ اور دوسرے یہ کہ اگرچہ اس وقت یہ دیوار بہت مستحکم بن گئی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے لیے اسے توڑنا کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا، یہ قائم رہے گی اور جب وہ وقت آجائے گا جس میں اللہ تعالیٰ نے اس کا ٹوٹنا مقرر کر رکھا ہے تو یہ ٹوٹ کر زمین کے برابر ہو جائے گی۔ اس طرح قرآن کریم سے یہ بات یقینی طور پر معلوم نہیں ہوتی کہ یہ دیوار قیامت تک قائم رہے گی، بلکہ اس کا قیامت سے پہلے ٹوٹنا بھی ممکن ہے۔ چناں چہ بعض محققین نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ یہ دیوار روس کے علاقے داغستان میں دربند کے مقام پر بنائی گئی تھی اور اب وہ ٹوٹ چکی ہے۔ یاجوج ماجوج کے مختلف ریلے تاریخ کے مختلف زمانوں میں متمدن آبادیوں پر حملہ آور ہوتے رہے ہیں اور پھر وہ ان متمدن علاقوں میں پہنچ کر خود بھی متمدن ہوتے رہے ہیں۔ البتہ ان کا آخری ریلا قیامت سے کچھ پہلے نکلے گا۔ (آسان ترجمہ قرآن)

الحدیث

مؤمن کا مقام اور بیماری

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مرد مومن کو جو بھی دُکھ اور جو بھی بیماری اور جو بھی پریشانی اور جو بھی رنج و غم اور جو بھی اذیت پہنچتی ہے، یہاں تک کہ کانٹا بھی اگر اس کے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان چیزوں کے ذریعہ اس کے گناہوں کی صفائی کر دیتا ہے۔'' (بخاری)

محمد ابن خالد سُلَمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور وہ ان کے دادا سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی بندۂ مومن کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا بلند مقام طے ہو جاتا ہے جس کو وہ اپنے عمل سے نہیں پا سکتا، تو اللہ تعالیٰ اس کو کسی جسمانی یا مالی تکلیف میں یا اولاد کی طرف سے کسی صدمہ اور پریشانی میں مبتلا کر دیتا ہے، پھر اس کو صبر کی توفیق دے دیتا ہے، یہاں تک کہ (ان مصائب و تکالیف اور ان پر صبر کرنے کی وجہ سے) اس بلند مقام پر پہنچا دیتا ہے جو اس کے لیے پہلے سے طے ہو چکا تھا۔'' (مسند احمد)

تشریح:

اللہ تعالیٰ مالک الملک اور احکم الحاکمین ہے۔ وہ اگر چاہے تو بغیر کسی عمل اور استحقاق کے بھی اپنے کسی بندے کو بلند سے بلند درجہ عطا فرما سکتا ہے، لیکن اس کی حکمت اور صفتِ عدالت کا تقاضا یہ ہے کہ جو بندے اپنے اعمال و احوال کی وجہ سے جس درجہ کے مستحق ہوں ان کو اسی درجہ پر رکھا جائے، اس لیے اللہ تعالیٰ کا یہ دستور اور معاملہ ہے کہ جب وہ کسی بندے کے لیے اس کی کوئی ادا پسند کر کے یا خود اس کی یا اس کے حق میں کسی دوسرے بندے کی دعا قبول کر کے اس کو ایسا بلند درجہ عطا فرمانے کا فیصلہ کرتا ہے جس کا وہ اپنے اعمال کی وجہ سے مستحق نہیں ہوتا تو اعمال کی اس کمی کو مصائب و حوادث اور صبر کی توفیق سے پورا کر دیتا ہے۔ واللہ اعلم (معارف الحدیث)

گلدستہ

فراست

مولانا غلام علی آزاد بلگرامی نے لکھا ہے، ان کے استاد میر محمد طفیل بلگرامی بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک روز اپنے استاد میر سید مبارک محدث بلگرامی کی خدمت میں موجود تھے۔ استاد وضو کرنے کے لیے اٹھے اور غش کھا کر گر پڑے۔ میں نے ان کو اٹھایا پھر جب ہوش آیا تو بڑے اصرار سے میں نے دریافت کیا۔ تو فرمایا: تین دن سے فاقہ ہے۔ کوئی شے پیٹ میں نہیں گئی۔ میں فوراً اپنے گھر سے ایک میٹھی شے تیار کرا کے لایا۔ وہ مجھ سے بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا: ہم فقیروں کی اصطلاح میں یہ طعام اشراف ہے (جس کی توقع ہو جائے) کھانا تو جائز ہے لیکن میں نہیں کھاتا۔ میں نے وہاں سے کھانا اٹھا لیا اور گھر آ گیا۔ تھوڑے وقفے کے بعد پھر وہی خوان ان کے سامنے لا کر رکھ دیا اور کہا: اب یہ غیر متوقع ہے۔ اور طعام اشراف نہیں ہے۔ شیخ میری فراست پر بہت خوش ہوئے اور کھانا تناول فرمایا۔ (انتخاب: مثالی استاد)

(بنت مولانا سیف الرحمٰن قاسم۔ گوجرانوالہ)

پھولوں کی بارش

عظیم مجاہد ختم نبوت اور بلوچستان اسمبلی کے ڈپٹی اسپیکر مولانا سید شمس الدین کو قادیانیوں نے ایک بھیانک سازش کے تحت شہید کروایا۔ اس شہید مصطفیٰ ﷺ کے جسم اطہر سے بہنے والا خون جن افراد کے ہاتھوں کو لگ گیا، ان کے ہاتھوں سے کئی دن خوشبو آتی رہی اور جب انہیں دفن کیا گیا تو یکایک آسمان سے پھول برسنے لگے۔ لوگوں نے سمجھا کہ شاید قریبی باغ سے ہوا کے ساتھ بادام کے درختوں کے پھول اڑ کر آ رہے ہیں، لیکن جب ان پھولوں کا موازنہ کیا گیا تو وہ قطعی مختلف تھے۔ لوگوں نے اسے شہید کی کرامت قرار دیا۔

(انتخاب: عشق خاتم النبیین ﷺ) (فائزہ واجد۔ گوجرانوالہ)

حضور اقدس ﷺ کی گفتگو

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کی گفتگو تم لوگوں کی طرح لگا تار جلدی جلدی نہیں ہوتی تھی، بلکہ صاف صاف ہر مضمون دوسرے سے ممتاز ہوتا تھا، پاس بیٹھنے والے اچھی طرح سے ذہن نشین کر لیتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

پیاروسحر

صومِ عاشورہ اور بدعاتِ محرم

یہ محرم کا پہلا عشرہ ہے۔ اس کی دس تاریخ کی فضیلت کسی سے مخفی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو دیکھا کہ یہودی ۱۰ محرم کا روزہ رکھتے ہیں۔ دریافت کیا کہ تمہاری مذہبی روایات میں یہ کیا خاص دن ہے، تم اس کا روزہ کیوں رکھتے ہو؟ جواب ملا: ''ہمارے ہاں بڑی عظمت والا دن ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم بنی اسرائیل کو نجات دی، فرعون اور اس کے لشکر کو غرق کیا، موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے اس احسان کے شکر میں اس دن کا روزہ رکھا، ہم بھی ان کی پیروی میں اس دن روزہ رکھتے ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے نبی موسیٰ علیہ السلام سے ہمارا تعلق تم سے زیادہ ہے اور ہم اس کے زیادہ حقدار ہیں۔'' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے خود بھی عاشورہ کا روزہ رکھا اور امت کو بھی اس کا حکم دیا۔ (بخاری)

یوم عاشورہ کا روزہ پچھلی امتوں کے نزدیک بھی محترم تھا، زمانہ جہالت میں قریشِ مکہ بھی اس کا احترام کرتے تھے، اس دن خانہ کعبہ پر نیا غلاف ڈالا جاتا تھا۔ اسی یوم عاشورہ کو حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر لگی تھی۔ (مسند احمد)

بہر حال آپ ﷺ نے اس دن کے روزے کا بہت اہتمام فرمایا ہے اور مسلمانوں کو بھی عمومی حکم دیا ہے کہ وہ بھی اس دن روزہ رکھا کریں۔ آپ نے یوم عاشورہ کی صبح مدینہ کے آس پاس کی بستیوں میں بھی یہ اطلاع بھجوائی کہ جن لوگوں نے ابھی کچھ کھایا پیا نہ ہو، وہ آج کے دن روزہ رکھیں اور جنہوں نے کچھ کھا پی لیا ہو، وہ بھی دن کے باقی حصے میں کچھ نہ کھائیں پئیں بلکہ روزہ داروں کی طرح رہیں۔ (مسلم)

علماء کا کہنا ہے کہ شروع میں عاشورہ کا روزہ واجب تھا، بعد میں جب رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے تو عاشورہ کے روزے کی فرضیت منسوخ ہوگئی اور اب اس کی حیثیت ایک نفلی روزے کی ہے۔ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد بھی ہے: ''مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اس کی برکت سے پہلے ایک سال کے گناہوں کی صفائی ہو جائے گی۔''

آپ ﷺ رمضان المبارک کے فرض روزوں کے علاوہ نفلی روزوں میں سب سے زیادہ اہتمام صومِ عاشورہ ہی کا کرتے تھے (بخاری)

مگر یہود کی مشابہت سے بچنے کے لیے آپ ﷺ نے دسویں کے ساتھ نویں کا روزہ رکھنے کی بھی تعلیم دی ہے۔ (مسلم) علماء فرماتے ہیں کہ اگر نویں کو کسی وجہ سے نہ رکھا جا سکے تو اس کے بعد کے دن گیارہویں کو رکھ لیا جائے۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ عاشورہ کے اس مسنون عمل کو امت کی اکثریت بھول گئی اور اس کی جگہ غمِ حسین اور واقعۂ کربلا ہی کو اس دن کی فضیلت و اہمیت کا سبب سمجھ لیا۔ چنانچہ محرم کے ان دس دنوں میں بدعات و خرافات کا وہ طوفان امڈ آتا ہے الامان والحفیظ۔ تعزیے، ماتمی جلوس، نوحے، مرثیے، حلیم اور سبیلیں...... ان میں سے کوئی بھی چیز رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے نہ صحابہ کرام سے۔ سانحۂ کربلا کا غم اپنی جگہ بجا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ و دیگر اہل بیت کا مقام سر آنکھوں پر۔ مگر ان کی محبت و عشق کے عنوان سے جو بدعات معاشرے میں رائج ہو چکی ہیں، اگر انہیں یہ حضرات دیکھ لیتے تو کبھی پسند نہ کرتے۔ کیونکہ یہ سب سنت کے متوالے اور بدعات سے متنفر تھے۔ سچا مسلمان وہ ہے جو محرم کے ان دنوں کو مسنون اعمال سے آباد کرے اور ہر قسم کی بدعات سے دامن بچائے۔

اثر جونپوری

جنت کا ہے زینہ

یہ مانتے ہیں آج بھی سب اہلِ قرینہ
یہ جانتے ہیں متبعِ شاہِ مدینہ

بھاری نہیں مردوں پہ کبھی ماہِ صفر اور
منحوس نہیں ہوتا محرم کا مہینہ

منحوس وہ گھڑی ہے جو ہو نذرِ معاصی
بہتا تھا جس پہ خوں، نہ بہا اس پہ پسینہ

جو انتقام لے وہ ولی ہو نہیں سکتا
جو اولیا ہیں دل میں نہیں رکھتے وہ کینہ

پھر دوسرے رستے سے ملے خلدِ بریں کیوں
جب سنتِ سرکار ﷺ ہی جنت کا ہے زینہ

جب صبر و رضا زہد و قناعت نہ رہے پاس
سب چین و سکوں حرص و ہوس طمع نے چھینا

جب دل ہی فدا کر دیا اغیار پہ اپنا
پھر کس لیے نازل ہو کسی دل پہ سکینہ

اب شیشۂ دل پُر ہوا پتھر کے صنم سے
بت خانہ بن گیا ہے مسلمان کا سینہ

مدیر اعلیٰ : مفتی فیصل احمد
مدیر : انجینئر مولانا محمد افضل
''خواتین کا اسلام'' دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی فون: 021 36609983
خواتین کا اسلام انٹرنیٹ پر www.dailyislam.pk سالانہ زرتعاون اندرون ملک: 600 روپے، بیرون ملک: 3700 روپے

TM
Brighto
Inspired by Nature
Toll Free 08000-1973
ہر دیوار کی داستان
رنگوں کی روایت کے چالیس برس
Brighto
PAINTS
Brighto
ALL WEATHER
Brighto
PLASTIC EMULSION
Brighto
SUPER EMULSION
برائیٹو پینٹس میں ہمارا ماننا ہے کہ دیواریں عمارتوں کی شخصیت کا آئینہ ہوتی ہیں، یہی دیواریں تو ہیں جو مکان کو گھر بناتی ہیں، بیتے لمحوں کی داستان سناتی ہیں۔ تب ہی تو گذشتہ چالیس برس ہم نے دیا ہر دیوار کی داستان کو ایک نیا رنگ۔
celebrating 40 years

دوستی!

سمیرا کی اچانک ہی آنکھ کھلی تھی، گھڑی دیکھی تو آٹھ میں دس کم...... اس کے ہوش اڑ گئے۔ آج لگا تار تیسرا دن تھا کہ اس کی آنکھ دیر سے کھل رہی تھی، نتیجتاً نعمان آفس سے اور بچے اسکول سے لیٹ ہو جاتے، دونوں طرف خواری نعمان کی ہوتی۔ اسکول میں میڈم نعمان کو وقت کی پابندی، تعلیم کا حرج اور بچوں کے اسکول اسمبلی میں شریک نہ ہونے پر لیکچر دیتیں، نعمان میڈم کو آئیں بائیں شائیں کر کے اپنے آفس بھاگتے تو وہاں ان کو دیر سے آنے پر دس سوالوں کے جوابات دینے پڑتے۔

اتفاق تھا کہ آج پھر دیر ہو گئی تھی۔ سمیرا نے فوراً نعمان کو اٹھایا، بچوں کو اٹھانے سے بہتر تھا کہ ان کو آج چھٹی کروالیتی، گھڑی دیکھ کر نعمان کا پارہ ہائی ہو گیا۔ سمیرا نظر انداز کر کے چائے بنانے بھاگی، فٹافٹ سلائس اور چائے کا کپ نعمان کے سامنے لا کر رکھا، وہ کپڑے بدل چکے تھے اب چابیاں اور موبائل فون اٹھا کر بھاگنے کو تھے۔

''چائے تو پی لیں۔'' سمیرا نے کہا

''بہت مہربانی اور بہت شکریہ...... تمہاری یہی عادتیں رہیں صبح دیر سے اٹھنے والی تو میں نوکری سے جاؤں گا اور بچے اسکول سے۔ پھر تم مزے سے سوتی رہنا۔'' نعمان نے گھڑی ہاتھ پر باندھتے ہوئے کہا۔

''الارم تو روز ہی بجتا ہے اگر میں نہیں اٹھتی تو آپ اٹھ جایا کریں۔'' سمیرا نے کہا۔

''اپنی غلطی مت ماننا دو بدو جواب دینا......'' نعمان نے موزے پہنتے ہوئے کہا۔ سمیرا چائے کا کپ لے کر وہیں آ گئی۔

''کل سے جلدی اٹھوں گی ان شاء اللہ، آپ چائے تو پی لیں۔'' سمیرا نے نرمی سے کہا۔ نعمان نے گھڑی دیکھی اور چائے کا کپ اٹھا کر ہونٹوں سے لگا لیا۔ ہونٹ جل گئے۔ اس نے کپ پٹخا اور سمیرا کو گھور کر باہر نکل گیا۔ سمیرا شرمندہ ہو گئی۔

☆

سمیرا روز تو بچوں کے اسکول اور نعمان کے آفس جانے کے بعد دو گھنٹے سو جایا کرتی تھی۔ آج اسے نیند بھی نہیں آئی، نعمان کچھ کھائے پیے بغیر چلے گئے تھے اسے خود بھی ناشتہ اچھا نہیں لگا۔ دس بجے اس نے نعمان کو فون ملایا۔

''ناشتہ کیا آپ نے۔'' سمیرا نے ہمدردی سے پوچھا لیکن نعمان تو جیسے بھرا بیٹھا تھا۔

''آج حد سے زیادہ خواری ہوئی ہے میری آفس میں۔ مزید یہ کہ آج مجھے بطور سزا بالکل فارغ بٹھایا ہوا ہے۔ یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔ تم تو سمجھتی ہو کہ آفس میں میرا راج ہے۔ ارے پیسے کمانا کوئی آسان کام نہیں سمیرا بیگم...... اور مزید تمہاری مہربانی سے بندہ بھوکا پیاسا بھی ہو...... تم جیسی بیوی کو پھولوں کا ہار پہنانا چاہیے جس کو شوہر کا اتنا بھی خیال نہ ہو کہ میرا شوہر ناشتہ کر کے جائے۔ تمہاری بلا سے میں بھوکا جاؤں یا پیاسا...... تمہیں تو گھر میں آرام سے سو جانا ہے۔ مجھے آفس میں ڈانٹ پڑتی ہے۔ تو پڑتی رہے...... ارے بیویاں تو شوہر کے پاؤں دباتی ہیں کہ شوہر پورا دن محنت کرتا ہے تو ہمیں گھر میں سکھ ملتا ہے۔ میں تم سے ایسا کچھ نہیں چاہتا پر تم میری ذرا تو فکر کرو ناں۔'' نعمان نان اسٹاپ بولے جا رہے تھے، سمیرا کو اتنی ڈانٹ سن کر رونا آ گیا۔

قرأت گلستان

''میری آنکھ نہیں کھلتی تو اس میں میرا کیا قصور نعمان!'' سمیرا نے خود کو بے قصور کہا اور نعمان پھر شروع ہو گیا۔ سمیرا کی ساری غلطیاں، قصور نئے پرانے سب یاد کر کر کے اسے جتائے، خوب طعنے مارے، آدھے گھنٹے تک مستقل بول کر دل کی بھڑاس نکالنے کے بعد نعمان نے فون بند کر دیا۔

☆

''شوہر کتنا عجیب مرد'' ہوتا ہے ناں...... یہی مرد ''دوست'' ہو تو اس کے جیسا کوئی مہربان نہیں اور جب شوہر بن جائے تو پھر اس کے جیسا کوئی ظالم نہیں۔'' سمیرا نے روتے ہوئے سوچا۔

پورا دن وہ رو رو کر کام کرتی رہی۔ ذہن کئی طرح کی سوچوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا...... نہ کچھ کھانا اچھا لگ رہا تھا نہ پینا...... نعمان سے ڈھیروں شکوے اسے بھی تھے۔ اس وقت اسے کسی ہمدرد، کسی ہم نوا کی ضرورت تھی جس کے سامنے وہ حالِ دل بیان کر سکے، اس کا موبائل بجا تھا اسکرین پر جو نام چمک رہا تھا وہ غور سے دیکھتی رہی، کال ریسیو کرنے کا ارادہ نہیں تھا...... پھر بھی بے ساختہ اس نے کال ریسیو کر لی...... آنسوؤں کو پیچھے دھکیل کر اس نے ہیلو کہا اور پھر چپ ہو گئی۔

☆

''کیسی ہو سُمی ؟؟'' برسوں پرانے الفاظ، برسوں پرانا لہجہ...... سمیرا نے سختی سے آنکھیں بند کر لیں۔

''کیا ہوا سُمی...... کیا تم نے مجھے پہچانا نہیں۔'' وہ یہ لہجہ، یہ الفاظ، یہ انداز کیسے بھول سکتی تھی؟ وہ اس آواز کو لاکھوں آوازوں میں پہچان سکتی تھی...... لیکن...... فی الحال وہ کچھ بھی جواب دینے کے قابل نہیں تھی۔ بس آنسوؤں کو روکنے کی کوشش میں مصروف تھی۔

''کچھ تو بولو۔''

''کیا بولوں؟؟'' سمیرا نے آہستہ سے کہا، پر اگلا اس کی رگ رگ سے برسوں پرانا واقف تھا۔

''وہی جو تم بولنا چاہتی ہو...... اپنا دل ہلکا کر لو۔'' سمیرا خود کو کمزور ظاہر کرنا نہیں چاہتی تھی، اس لیے سختی سے بولی

''دل بھاری کب ہے جو ہلکا کر لوں؟''

''ہا ہا ہا...... سمی اگر تمہیں یاد ہو تو میں وہی ہوں جس کے سامنے تم کبھی جھوٹ نہیں بول سکتی۔'' سمیرا چپ ہو گئی۔

''چلو یار چھوڑو...... یہ بتاؤ تمہارے مجازی خدا کیسے ہیں؟'' سمیرا کی دکھتی رگ پہ ہاتھ رکھا جا چکا تھا۔ وہ فوراً شروع ہو گئی۔

''بالکل بے کار آدمی ہیں...... ان کو میری ذرا بھی پروا نہیں ہے۔ میں ان کی وجہ سے صبح سے بھوکی پیاسی بیٹھی ہوں۔ خود تو کھا پی چکے ہوں گے، ذرا بھی مجھ سے محبت نہیں ان کو۔'' سمیرا کے آنسو بہنے لگے۔

''دفع کرواتنے بے کار شوہر کو...... میں نے بھی کھانا نہیں کھایا...... آج شام کی چائے ساتھ پی لیں؟''

''جی نہیں...... مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے آپ کے ساتھ چائے پینے کی۔ آئے بڑے شام کی چائے ساتھ پی لیں۔'' سمیرا نے نقل اتاری تھی۔ مخاطب قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

''آپ کو خیر سے ضرورت نہ ہو، نہ سہی پر مجھے شوق ضرور ہے تمہارے ساتھ چائے پینے کا......'' مخاطب نے کہا تھا، سمیرا چپ ہو گئی۔

''چلو ناں...... سمیرا کی خاموشی پر مخاطب نے اصرار کیا۔

''نہیں۔''

''پلیز۔'' مخاطب نے زور دے کر کہا۔ سمیرا سوچ میں پڑ گئی۔

''بچے......'' سمیرا نے عذر پیش کیا۔

''بچوں کو اسکول کا کام دے کر بٹھا دو اور گھر کو لاک کر دو...... آسان حل......'' سمیرا نہ اقرار کر سکی نہ ہی انکار۔

''میں گلی کے نکڑ تک آ کر تمہیں کال کروں گا ٹھیک؟'' مخاطب نے خوشی سے کہا۔ سمیرا شش و پنج

میں مبتلا ہوگئی۔

''وہ دراصل...... ایسا ہے کہ......'' سمیرا کوئی معقول بہانہ سوچنے لگی۔ مخاطب نے اس کی بات کاٹ دی۔

''اصل، دراصل اور ایسا ہے یا ویسا ہے چھوڑو...... تم جلدی سے تیار ہوجاؤ، میں آدھے گھنٹے میں آرہا ہوں...... اور ہاں میرا پسندیدہ رنگ تو یاد ہے ناں...... بس وہی رنگ پہننا اور بہت اچھی سی تیار ہوناں......'' مخاطب نے مسکراتے ہوئے کہا۔ سمیرا بے ساختہ سوٹ سوچنے لگی...... فون رکھ کر وہ اپنے کپڑوں کی الماری کے پاس جا کر کھڑی ہوگئی۔

''میرا پسندیدہ رنگ تو یاد ہے ناں۔'' شوخی سے کہا گیا جملہ کانوں میں گونجا اور اس نے گلابی رنگ کا کامدار سوٹ منتخب کرلیا...... سوٹ پہن کر وہ ڈریسنگ کے سامنے جا کر کھڑی ہوگئی۔ ہلکا ہلکا میک اپ اور ہلکی جیولری پہن کر وہ تیار ہوگئی......

اس نے پرس، جوتے اور برقع بھی نیا نکالا، بچوں کو چند نصیحتیں کرکے وہ باہر نکل گئی...... گلی کے نکڑ پر سفید گاڑی کھڑی تھی۔ اس نے دروازہ کھولا اور بیٹھ گئی۔ اس نے دروازہ بند کیا اور گاڑی فوراً چل پڑی۔

☆

گاڑی میں پھیلی ٹھنڈک اور مسحور کن خوشبو، سمیرا کو ماضی یاد آنے لگا۔ اسے تو خوش ہونا چاہیے تھا پر نجانے کیسے آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے۔

''اوں...... ہوں...... پھر وہی رونا دھونا؟؟؟''

''آپ نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا۔'' شکوہ لبوں پر آہی گیا۔

''پہلے چاہے جتنا بھی برا کیا ہو، ابھی تو اچھا ہوں ناں...... تو تم اچھے وقت میں بری یادوں کو کیوں تھام کر بیٹھی ہو؟''

''زیادہ اچھا بننے کی کوشش مت کریں آپ، مجھے اچھی طرح پتا ہے کہ کتنے اچھے ہیں آپ۔'' سمیرا نے غصے سے کہا پر وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

''تمہارے شوہر سے تو اچھا ہی ہوں ناں؟''

''شوہر؟؟؟ نام مت لیں میرے شوہر کا...... بہت غصہ ہے مجھے اپنے شوہر پر۔'' سمیرا نے منہ پھلا کر کہا۔

''کیوں بھلا؟''

''آج صبح میری بہت انسلٹ کی ہے۔''

''کس کے سامنے؟'' اس سوال پر سمیرا چونک گئی۔

''اکیلے تھے ہم دونوں۔'' سمیرا نے نظریں چرا کر کہا، مخاطب کو ہنسی آگئی۔

''پھر انسلٹ کیسی؟؟؟''

''تم سب ٹھیک کرتی ہو اپنے مظلوم شوہر کے ساتھ؟؟'' سوال تھا یا لکڑی کو آگ دکھائی تھی؟ سمیرا آگ بگولہ ہوگئی۔

''کوئی مظلوم وظلوم نہیں، بہت خطرناک، ہیبت ناک، وحشت ناک، خوف ناک اور اونچی ناک والے ہیں، کبھی اپنی غلطی نہیں مانیں گے۔'' سمیرا نے خفگی سے کہا۔

''اچھا تم مان لیتی ہو اپنی غلطی؟؟''

''میری غلطی نہیں تھی؟'' سمیرا نے تنک کر کہا۔

''گویا شوہر بے چارا سو فیصد غلط اور تم سو فیصد صحیح۔''

''جی ہاں، بالکل۔''

''اپنی غلطی ماننے کی عادت ڈالو سمیرا! ورنہ روز گھر میں باجے بجیں گے، اور غلطی مان کر اس کی اصلاح بھی کرو۔ ایسا نہیں کہ 'ہاں میری غلطی ہے' بھی کہو اور اگلے دن پھر وہی کرو۔''

''پلیز...... میں بہت اچھے موڈ سے آئی تھی۔''

''اور میں بھی...... مطلب لڑائی ختم؟؟؟''

نعمان نے سوال کیا سمیرا ہنس پڑی...... شہر کے نامور ہوٹل کے پارکنگ ایریا میں گاڑی پارک کرکے اب وہ اندر جارہے تھے۔ ہائی ٹی کے لیے۔

☆

اور میں ہوں نعمان...... سمیرا کو فون پر ڈانٹنے کے بعد میرے دل کی بھڑاس نکل گئی تھی اور میں کچھ دیر بعد ریلیکس ہوگیا تھا۔ اگر غصہ مجھے سمیرا پر آیا تھا تو ڈانٹ سننے کے بعد یقیناً اسے بھی مجھ پر آیا ہوگیا۔ میں نے دل کی بھڑاس سمیرا کے سامنے نکال دی تھی۔ تو فریش ہونے کے لیے یقیناً سمیرا کو بھی کسی کے سامنے دل ہلکا کرنا ہوگا۔ اس سوچ کا آنا تھا کہ میں چونک گیا۔ ممکن ہے وہ کسی سہیلی، بہن یا کزن کے سامنے یہ باتیں کرکے اپنا دل ہلکا کرتی اور سننے والی اسے غلط مشورہ دے دیتی جو میرے گھر کے ماحول کو مزید خراب کرتا۔

بس اس سوچ کے آتے ہی میں نے سمیرا کو اس انداز میں فون کیا جس انداز میں ہم شادی کے شروع دنوں میں باتیں کیا کرتے تھے...... نتیجہ میری منشا کے مطابق تھا۔ کبھی کبھی خوب صورت دنوں کی یاد تازہ کرنی چاہیے اور کبھی کبھی میاں بیوی کو بھی ''دوست'' بن کر وقت گزارنا چاہیے۔ ایسے دوست جس کے سامنے بیوی اپنے شوہر کی اور شوہر اپنی بیوی کی برائیاں بھی کرسکے اور کوئی گناہ بھی نہ ملے۔ آپ کا کیا خیال ہے؟؟؟

درد کا درماں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

❖ عرض یہ ہے کہ میں حافظہ اور عالمہ ہوں اور اس وقت پڑھا رہی ہوں۔ میں اپنے خاندان کی واحد لڑکی ہوں جو دین کی طرف رجوع اور دینی ماحول کو پسند کرتی ہوں۔ میرے لیے بہت سے دینی ماحول اور مدرسے کے لیے رشتے آرہے ہیں مگر میرے والدین ایک زمین دار دنیاوی ماحول جاہل لڑکے سے رشتہ طے کررہے ہیں اور میں اپنے گھر والوں سے شرماتی اور ڈرتی ہوں، ان کو کچھ نہیں کہہ پاتی اور خود بہت پریشان ہوں، کیوں کہ میری خواہش یہ ہے کہ میں شرعی پردے میں رہ کر زندگی بھر دین کی خدمت کروں۔ باجی جان اس کے لیے مجھے جلد کوئی مجرب وظیفہ بتادیں، تاکہ میرے والدین کسی دین دار گھرانے میں میرا رشتہ طے کریں۔ ورنہ سارا دن کھیتوں کا کام اور جانوروں کو چارہ ڈالنا اور گوبر کا کام ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے آمین۔ (مسرت صاحبہ۔ فتح پور ضلع لیہ)

ریحانہ تبسم فاضلی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

بی بی مسرت صاحبہ!

1: آپ اپنے والدین سے اگر بات نہیں کرسکتیں تو ان کو ایک خط لکھ کر یہ بتادیں کہ میری کوئی پسند نہیں ہے۔ آپ کسی بھی نیک، باعمل مسلمان سے میرا نکاح کردیں، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن خط لکھنے سے پہلے دو رکعت نماز صلوۃ الحاجت پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے اپنے مقصد کے لیے ضرور دعا کریں۔

2: اول و آخر گیارہ مرتبہ درود شریف اور حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ تین سو تیرہ مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ وہ مالک الملک دلوں کا حال جاننے والا ہے۔ وہ آپ کی دعا ضرور قبول فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے۔ (آمین)

صرف جواب:

بی بی ف۔م۔ق اکوڑہ خٹک!

"درد کا درماں" پسند کرنے کا شکریہ۔ بی بی! آپ صرف سولہ برس کی ہیں مگر آپ کی باتیں میری سمجھ سے باہر ہیں۔ اگر آپ شرعی پردہ کرتی ہیں تو آپ کا کسی پر کوئی احسان نہیں ہے، یہ آپ کا اپنی ذات پر احسان ہے۔ اگر کوئی گھرانہ دنیادار اور ماڈرن ہے تو اللہ تعالیٰ ہی اس پر رحم فرماسکتا ہے۔ آپ اپنی بہن کے عیوب پر نظر نہ رکھیں ورنہ آپ کے اندر بہت بڑا بگاڑ پیدا ہوجائے گا۔ آپ کی بہن پچیس سال کی ہے اور آپ سولہ برس کی۔ آپ نے ابھی دنیا نہیں دیکھی ہے اور نہ ہی دین کا مطالعہ کیا ہے۔ ان کو نصیحت کرنے کی بجائے آپ اپنی والدہ کو صورت حال سے پوری طرح آگاہ کریں۔ آپ اپنی اصلاح کی کوششوں میں مصروف رہیں۔ شرعی لحاظ سے بھی یہ گناہ ہے کہ آپ کسی کا خط پڑھیں اور آپ کو ضرورت کیا تھی کہ آپ نے بہن کے پیغامات پڑھے۔ یہ SMS آپ کی زندگی کو بھی تباہ کرسکتے ہیں۔ آپ اپنے آپ کو نماز اور قرآن میں لگاؤ اور اپنی بہن کے معاملے میں دخل اندازی کرنا چھوڑ دو اور تمام معاملے سے اپنی والدہ کو آگاہ کردو۔ مجھے ایسا محسوس ہورہا ہے کہ تم اس سے قبل بھی اسی طرح کا ایک خط لکھ چکی ہو۔ اپنے ذہن کو پاک وصاف کرو اور خلوصِ دل کے ساتھ اللہ کی یاد میں لگ جاؤ۔ اھدنا الصراط المستقیم کی کثرت کرو، تمہیں تمام خیالات سے نجات مل جائے گی۔ اللہ تمہیں عقلِ سلیم عطا فرمائے، آمین۔

رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ (القرآن)
ترجمہ: اے میرے رب مجھے صالح اولاد عطا فرما۔ (آمین)
کتابوں میں آتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی عمر 100 سال کے لگ بھگ تھی اور اماں ہاجرہؓ کی عمر 90 برس تھی تو ابراہیمؑ اس وظیفہ کو کیا کرتے تھے اللہ رب العزت نے اس وظیفہ کی بدولت حضرت اسماعیلؑ کو پیدا کیا۔
خوشخبری
بے اولاد میاں بیوی کی مایوسی ختم
پھولوں کے بغیر باغ، بچوں کے بغیر گھر ویران نظر آتا ہے
کیا آپ اولاد کی نعمت سے محروم ہیں؟
دوائی بذریعہ TCS پورے ملک میں فری ڈیلیوری
مطب پر مکمل رپورٹس کے ساتھ تشریف لائیں
24 گھنٹے ہیلپ لائن
آگاہی، مشورہ، تشخیص و معلومات کیلئے
0300-5790946
بچہ پیدا ہونے میں رکاوٹ ڈالنے والی تمام بیماریوں کا خاتمہ
آنے سے پہلے فون پر ٹائم ضرور لیں
اوقات
صبح 10:30 بجے تا شام 7:30 بجے تک
چھٹی بروز جمعہ
حافظ دواخانہ
مرکز بانجھ پن متصل گورنمنٹ سٹی ٹرمینل اڈا یتیم خانہ چوک لاہور
0300-5790946-0324-4323812

ایک معالجِ مہربان سے مفید گفتگو

انٹرویو

بنت رانا عبدالستار - ملتان

انسانی بدن خدائے تعالیٰ کی تخلیق ہے اور نعمتِ غیر مترقبہ بھی، لہٰذا اس کی حفاظت اور مناسب علاج معالجہ اس کا قدرتی و جائز حق ہے۔ علمِ دین کے بعد طب کا شعبہ ایسا نازک اور عمدہ مقام واہمیت کا حامل ہے، جس کی تائید ومدح دین سے بھی ثابت ہے۔ مسلمان اطباء وجراح دورِ صحابہؓ وقرونِ اولیٰ ہی سے اس فن میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ شعبۂ طب وجراحت ہمارا قدیم دینی ورثہ ہے اور اب بھی ایسے نابغۂ روزگار اطباء مسلمانوں میں موجود ہیں جو اس خدمتِ خلق کو عبادت سمجھ کر انجام دیتے ہیں، نہ کہ دولت کمانے کا ذریعہ محض۔

بدنِ انسانی میں دانت، زینت وضرورتِ انسانی کا وہ نمایاں حصہ ہے جس کی دیکھ بھال کی تاکید احادیث میں بذریعہ مسواک کی گئی۔ گویا یہ ضرورت بھی ہے اور ہماری ناگزیر مجبوری بھی ہے۔ ایک دانت کا درد تمام رات جاگنے پر مجبور کر دیتا ہے۔

مسلمان باپردہ خواتین کو دانتوں کے مسائل کے سلسلے میں دوسرے جسمانی مسائل کے مقابلے میں زیادہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیوں کہ گائنی لیڈی ڈاکٹرز تو بہت ہوتی ہیں لیکن دانتوں کے شعبے میں عموماً خواتین کم ہی آتی ہیں۔ اب شرعی پردہ کرنے والی خواتین کو سخت پریشانی ہو جاتی ہے کہ وہ جن کا ایک بال بھی نامحرم سے پوشیدہ رہتا ہے، وہ کیسے بے حجابی سے مرد ڈینٹسٹ کو چیک اپ کروا سکتی ہیں!؟ ایسے میں اگر کوئی خاتون ڈینٹسٹ ہوں جو اپنے کام میں مہارت بھی رکھتی ہوں اور خود بھی باپردہ دین دار ہوں تو دین دار خواتین کے لیے ایک نعمت سے کم نہیں۔ الحمدللہ ہمیں یہ نعمت میسر ہے۔ ہمارے شہر ملتان میں محترمہ فاطمہ اشرف صاحبہ نشتر ڈینٹل ہاسپٹل کی ڈمانسٹریٹر پروفیسر وماہر دندان ساز ہیں اور نوآموز طالبات کو اس فن کی پرخلوص تربیت بھی دیتی ہیں۔ وہ گزشتہ 24 سال سے حجاب میں رہتے ہوئے نہایت دل سوزی واخلاص سے غریب خواتین مریضوں کا علاج اور خدمت مستعدی سے کر رہی ہیں۔ ان کی اپنے کام میں مہارت، نہایت اچھے اخلاق، غریبوں کے ساتھ نہایت ہمدردانہ سلوک اور دین کی طرف رجحان کی وجہ سے شہر کی ساری باپردہ خواتین خصوصاً مدارس کی معلمات ومتعلمات دانتوں کے مسائل کے حل کے لیے آپ ہی کے پاس آتی ہیں۔ ہم نے 'خواتین کا اسلام' کی قاریات بہنوں کے لیے ان سے کچھ گفتگو کی ہے، جو پیشِ خدمت ہے۔

س: ''باجی جان! اپنے آبائی شہر ومقام اور اپنی میڈیکل کی تعلیم کی بابت کچھ بتایئے؟''

ج: ''میرا تعلق تو سندھ کے ضلع نواب شاہ پڈعیدن کے ایک گاؤں سے ہے، جو میرے والد گرامی قاضی محمد بخش رحمہ اللہ کے نام سے ہی موسوم تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے اس وقت اس گاؤں کو تقریباً 60 سال پہلے آباد کیا تھا اور وہاں پہلا مدرسہ ومسجد قائم کیا تھا جب عام آدمی وہاں قدم رکھتے ہوئے بھی گھبراتا تھا کہ وہ بے آب وگیاہ جگہ تھی اور وہاں سانپوں کا راج تھا۔ میں نے میڈیکل کالج جامشورو سے پڑھا اور میں سادہ ٹوپی برقع میں ہی کالج جاتی تھی۔ لڑکیاں مذاق اڑاتی تھیں کہ مولوی بھی بھلا ڈاکٹر بنیں گے؟ اور زبردستی میرا برقع پہن کر پورے کالج کا بھاگ کر چکر لگاتیں کہ دیکھو! فاطمہ ڈاکٹر بھاگ رہی ہے۔'' باجی جان ڈاکٹر فاطمہ اشرف صاحبہ نے ہنستے ہوئے بتایا۔ بعد تعلیم سندھ میں ملازمت کی پھر ملتان آگئی اور قصبہ مڑل میں بطور R.H.C ملازمت کی اور الحمدللہ باپردہ رہ کر کی۔ اب ڈینٹل لیکچر طالبات کو دیتی ہوں اور دینی رہنمائی بھی ساتھ جاری رکھتی ہوں۔ چوں کہ والد گرامی حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے قریبی عقیدت مند تھے اور ان کے عزیز سمدھی شفیع شاہ صاحب رحمہ اللہ سے بہت دوستی تھی۔ میرے والد گرامی نہایت متقی اور صالح رعب دار شخصیت تھے۔ مجھے بچپن سے دینی کتابوں کا شغف ڈال گئے۔ وہ اکثر پیش آمدہ حالات میں ہماری دینی رہنمائی فرماتے تاکہ ہم زمانے کی چکاچوند میں گم نہ ہو جائیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ اور فارسی کے نامور علماء کرام کی کتابیں سنبھال کر رکھتے کہ ان کو بڑے ہو کر میری فاطمہ پڑھے گی۔ اکثر فرماتے تھے کہ بیٹی! تمہیں یہ بازار ہمیشہ دلہن کی طرح سجیں ہوئے ملیں گے، مراد یہ تھی کہ دنیاوی آرائش جو کہ عارضی ہے، دھوکہ دینے کو ہمہ وقت تیار ملے گی، کہیں ایسا نہ ہو کہ اس میں گم ہو کر مقصدِ حقیقی کو فراموش کر دو کہ ہم دنیا میں کیوں آئے تھے؟

س: ''میڈیکل کی تعلیم لیتے لیتے شعبہ دندان سازی کی طرف جانے کا خیال آپ کو کیوں آیا؟ جبکہ آپ تو زمین دار اور قدرے پسماندہ علاقے سے تعلق رکھتی تھیں۔'' میں نے مزید دریافت کیا؟

ج: بھئی ہوا یوں کہ میرے ایک بڑے بھائی تھے (وہ روڈ ایکسیڈنٹ میں فوت ہو چکے ہیں)۔ ہم دونوں ایک ساتھ یونیورسٹی کی سطح تک پڑھے۔ وہ قدم قدم پر میرے رہنما رہے۔ اس زمانے میں جبکہ شعبہ دندان سازی کی تعلیم قریباً عنقا تھی تو انہوں نے میرا اس شعبے میں داخلہ یہ کہہ کر کروایا کہ فاطمہ تم دانتوں کی ماہر ہو اور دین دار خواتین کا علاج کرو۔ میرے باپردہ ہو کر تعلیم کے مدارج طے کرنے کی شرط پر انہوں نے والد گرامی سے اجازت لی۔ میں بھائی کے ہمراہ چھٹیوں پر جب اپنے گوٹھ جاتی تو واپسی پر رات کے اندھیرے میں 4 گن مینوں کے ساتھ سرتا پیر مکمل چادر میں لپٹی ہاسپٹل واپس جاتی۔ سچ ہے کہ پہلے کے لوگ عفت وعزت پر جتنا زور دیتے تھے تو بچیاں بھی اتنی ہی شرم وحیا والی لحاظ دار ہوتی تھیں۔ گھر جا کر میرے معمولات وہی عام دیہاتی خاتون کے جیسے ہوتے تھے۔ وہی والدہ محترمہ کے ساتھ دہی میں زور، زور سے دونوں ہاتھوں سے رسی ہلا ہلا کر لسی بلونا اور توے پر روٹیاں ڈالنا، ہم سب عورتیں مل کر روٹیاں بناتی تھیں، گندم صاف کروانا اور سب کے دکھ سکھ میں شریک ہونا...... بڑا مخلص سا دور تھا، پھر میری شادی ایک پیاری سی دوست کے توسط سے پروفیسر اشرف صاحب سے ہو گئی۔ میں پہلی لڑکی تھی جس کی شادی خاندان سے باہر ہوئی۔ پروفیسر صاحب قدم قدم پر میری حوصلہ افزائی کرتے رہے۔ اس وقت میں ملتان بیاہ کر آئی تو یہاں سے بہت دور ایک قصبے میں 16 سال تک بطور R.H.C ڈینٹل ڈاکٹر تعینات رہی۔ یوں اپنے یہاں کی دیہی علاقوں کی غریب خواتین کی لاعلمی (دینی ودنیاوی) اور کسمپرسی کو قریب سے دیکھا۔ پھر جب میں نے اپنا ذاتی کلینک کھولا تو اللہ کے فضل سے اسی نیت سے کھولا کہ غریب ناخواندہ خواتین کی صحت، سماجی اور مالی لحاظ سے جہاں تک ہو سکا مدد کروں گی، خصوصاً دینی لحاظ سے حقوق وفرائض کا شعور اجاگر کروں گی۔ حدیث میں بھی تو آتا ہے کہ ہم میں سے ہر ایک راعی ہے، لہٰذا ڈاکٹر کے لیے اس کا مریض ایک رعیت کی طرح ہی ہے جس کے ساتھ

ہمیں خیر خواہی کرنا ہے۔ تو محض تحدیث بالنعمۃ کے طور پر بتا رہی ہوں کہ اللہ اپنی بندیوں کی خدمت کرنے کی توفیق دیتے رہتے ہیں۔ جتنا مجھ سے ہوسکتا ہے، اللہ کی رضا کے لیے کرتی ہوں، اور اللہ سے قبولیت کی اور مزید کرنے کی توفیق مانگتی رہتی ہوں اور یہ بھی کہ اللہ اخلاص عطا فرمادے۔ آپ سے بھی دعا کی درخواست ہے۔

س: ”اللہ آپ کی خدمت کو قبول فرمائے آمین۔ ڈاکٹر صاحبہ اپنے سسرال کے ماحول کے بارے میں کچھ بتایئے۔“

ج: ”ہمارے سسرالی خاندان میں شرعی پردہ نہ تھا، بدعات سے بچنے کا شعور بھی نہیں تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ میرے شوہر میں وقت کے ساتھ ساتھ اس حوالے سے شعور اجاگر ہوا۔ میری ان باتوں کی جانب توجہ دلانے پر وہ بھی خرافات وبدعات کی حقیقت پر غور کرنے لگے۔ آپ یقین کیجیے کہ میں نے خود ایسی خواتین کو بہت قریب سے دیکھا جو بوریوں سے نوٹ نکال نکال کر گن رہی ہوتی تھیں، جو ان کے معتقدین نے چڑھاوے کے طور پر ان گھر کے غلط عقیدہ جعلی پیر بنے مردوں پر نچھاور کیے ہوتے تھے۔ میں نے اس حوالے سے بھی شوہر کو توجہ دلائی کہ یہ سب کیا ہے؟ ہم ایسے لوگوں کے پیچھے کیوں جائیں؟ جو لوگوں کی عقیدت کو پیسے میں کیش کرا کر ان کے جذبات سے کھیلتے ہیں۔ دوسری چیز شرعی پردہ تھا۔ ہمارے سسرال میں دیور اور جیٹھ سے پردہ کرنے کا کوئی تصور نہیں تھا۔ مجھے بھی اتنا اہتمام نہ تھا لیکن جب دینی مدارس کی محترم خواتین نے میرے پاس آکر دانتوں کا علاج کروانا شروع کیا تو مجھے ان کی برکت سے دینی شعور نصیب ہوا، پھر قرآن کریم کو صحیح تجوید سے پڑھنے کا بھی شوق ہوا۔ تبلیغی جماعت کی نصرت کرنے اور غیر ملکی خواتین کے بیان کا ترجمہ کرنے ایک دینی دوست کے گھر پابندی سے جانا شروع ہوا (اور الحمدللہ اب تک سلسلہ جاری ہے)۔ میں نے اس عمر میں خود بھی اس حوالے سے کوشش کی اور اپنی مصروفیات سے وقت نکال کر نورانی قاعدہ وناظرہ پڑھا اور اپنے بچوں کے ساتھ ساتھ اپنے نشتر ڈینٹل ہسپتال کے عملے اور لیڈی ڈاکٹرز کو بھی اس طرف متوجہ کیا۔ اس مہم میں عالمات اور تبلیغی خواتین نے میرا بہت ساتھ دیا۔ میرے تین بچے ہیں، جواب ماشاءاللہ ڈاکٹری کی تعلیم لے رہے ہیں مگر میں مطمئن ہوں کہ وہ صحیح العقیدہ اور دینی شعور سے بھی مالا مال ہیں۔ اور بیٹی خواتین وبچوں کا اسلام بہت شوق سے پڑھتی ہے۔ میں جب یہ رسالے لے کر ہسپتال جاتی ہوں تو وہاں مرد ڈاکٹرز بھی اسے پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ 'مردوں کا اسلام' بھی ہونا چاہیے۔“ یہ کہہ کر باجی فاطمہ بے اختیار ہنسنے لگیں۔

س: ”ابتدائی عمر سے ٹیڑھے دانتوں کا کیسے خیال رکھا جائے، کیوں کہ یہ تو قدرتی چیز ہے؟“ ہم نے پوچھا۔

ج: ”جب خواتین وقت سے پہلے بچوں کے دانت نکلوا دیتی ہیں یا بروقت تار لگوا کر سیدھے نہیں کرواتیں تو مسائل پیچیدہ صورت اختیار کرلیتے ہیں۔ جعلی فٹ پاتھی دندان ساز سے علاج کروانا بھی سخت نقصان دہ ہے۔ اصولاً ہر چھ ماہ بعد اپنے اور بچوں کے دانتوں کا معاینہ کروانا چاہیے۔ میٹھا کھانے کے بعد فوراً کلی کرنی چاہیے اور بچوں کو بھی سکھانا چاہیے۔ مسواک کا استعمال کثرت سے کرنا چاہیے۔ دانتوں میں خلال کرنا، ہاتھ دھو کر کھانا تناول کرنا اور کلی کرنا یہ بھی دین کی تعلیم ہے جو کہ بہت جامع ہے گو ہم اسے معمولی سمجھتے ہیں۔ خصوصاً مسواک تو سنتِ عادیہ ہے جو ہمارے اکثر گھرانوں میں متروک ہوتی جارہی ہے، اس کی برکت سے تو مرتے وقت کلمہ نصیب ہوگا جیسا کہ حدیث مبارکہ کا مفہوم بھی ہے۔“

سوال: ”دانت کا ایک درد رات بھر کی نیند اڑانے کو کافی ہوتا ہے، اس کی کیا وجوہات ہیں؟“

ج: اس کی بہت سی وجوہات ہیں۔ دیکھیے دانت میں کیڑا لگنا، دانت کی جڑوں کا کمزور ہوجانا یا اکثر فوڈ جنکس اور سوڈا واٹر مشروبات کے بے تحاشا استعمال سے یا زیادہ میٹھا کھا کر کلی نہ کرنے سے ہوتا ہے۔ اسی طرح دانتوں کو بطور آلہ استعمال کرکے اشیاء پر زور آزمائی کرنا اور آدھا یا پورا دانت تڑوا بیٹھنا جیسی بہت سی وجوہات ہیں۔ یاد رکھیے عموماً دانت کا درد یا دانت کا کوئی بھی مسئلہ ہماری روز مرہ غفلت کا نتیجہ ہی ہوتا ہے۔ ابھی ہمارا ڈینٹل ڈاکٹرز کا سالانہ سیمینار خاص اسی چیز کی آگاہی کے لیے منعقد ہوا کہ اکثر (بات چیت کے دوران) جبڑوں اور ڈاڑھوں میں درد کیوں ہوتا ہے، اس کا علاج کیا ہے؟ جیسا کہ ڈپریشن ذہنی دباؤ یا دورانِ حمل خواتین کو بھی یہ ہوسکتا ہے۔ دانت کے درد سے لاپروائی برتنا ایک فاش غلطی ہے اور جعلی دندان ساز سے جاکر دانت یا ڈاڑھ نکلوانا اس سے بھی بڑی حماقت ہے۔ یاد رکھنے کی بات ہے کہ دودھ کے دانت ٹوٹنے کے بعد دانت ایک ہی دفعہ اگتا ہے بار بار کجا است؟ اس لیے ہر چھ ماہ کے بعد دانتوں کا معاینہ اور وقت پر برش کو بدلتے رہنا بہت ضروری ہے۔ یاد رکھیے کہ منہ اور دانتوں کی بیماریاں اپنے ابتدائی دور میں کسی قسم کی سوجن و درد پیدا نہیں کرتیں مگر جب وہ جگہ بنالیں تو پھر شدید سوجن اور طویل علاج کا باعث بنتی ہیں۔ میرے پاس اکثر ایسی جوان بچیاں آتی ہیں جن کی ابھی شادی بھی نہیں ہوئی مگر وہ اپنی ایک ڈاڑھ معمولی درد یا کیڑا لگ جانے کی بنا پر یا چاروں ڈاڑھیں، نام نہاد طبیبوں سے نکلوا بیٹھیں، اب بوقتِ شادی ورخصتی لڑکی اور اہلِ خانہ سخت پریشانی سے دوچار ہوتے ہیں کہ سسرال کا معاملہ تو بڑا تیکھا ہوتا ہے، اور دانت داڑھ وغیرہ نکال کر تو اچھی خاصی گڑیا بھی بڑھیا معلوم ہونے لگتی ہے۔ پھر وقت

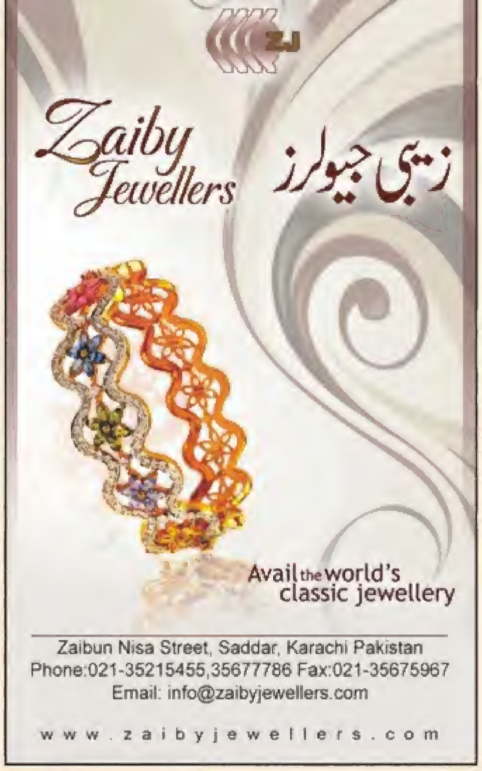

گزرنے کے ساتھ مسوڑھوں کی ہڈی کمزور اور پتلی ہوتی جاتی ہے، اس لیے نقلی داڑھ یا دانت کا بھی اپنی جگہ جمنا مشکل ہوجاتا ہے۔ اس سلسلے میں جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے اب تو ڈاڑھوں یا دانتوں کو سرجری کے ذریعے مسوڑھے چیر کر مستقلاً فٹ کیا جارہا ہے جو ہے تو مہنگا طریقہ، مگر تسلی بخش ہے۔

سوال: ''کیا خراب دانتوں اور مسوڑھوں کے ذریعے موذی بیماریاں بھی لاحق ہوسکتی ہیں؟'' ہم نے فکر مندی سے پوچھا۔

ج: ''بالکل ہوسکتی ہیں، مثلاً پان، چھالیہ کی کثرت سے منہ کا کینسر ہوجاتا ہے یا دانتوں کے لیے استعمال ہونے والے آلات کا اسٹرلائیزڈ یعنی گرم کیمیائی بھاپ میں ابالے بغیر استعمال میں لانا نہایت خطرناک ہے۔ اس سے ہیپاٹائٹس بی یا سی بھی ہوسکتا ہے، یہاں تک کہ ایڈز بھی لاحق ہوسکتا ہے۔ غرض خون سے پھیلنے والی ساری بیماریاں ہوسکتی ہیں۔ اس لیے آپ جس لیڈی ڈاکٹر کے پاس جاتی ہیں تو اس سلسلے میں آپ کو اطمینان ہونا چاہیے کہ وہ آلات کو اسٹرلائیزڈ کرکے ہی دانتوں کا علاج کرتی ہوں۔ جیسا کہ انجکشن لگوانے کے لیے ہر بار سرنج کا نیا ہونا ضروری ہے۔'' ڈاکٹر صاحبہ نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

سوال: ''کیا دانتوں کا ٹریٹمنٹ مہنگا نہیں؟ گویا یہ تو امرا کا ہی مشغلہ ہوا۔'' ہم نے کڑھ کر پوچھا۔

ج: اس میں کوئی شک نہیں کہ بڑھتی مہنگائی میں دندان سازی میں سارے کام بہت مہنگے ہو چکے ہیں۔ چونکہ یہ بھی ایک المیہ ہے کہ اس شعبے کے لیے درکار آلات خواہ وہ دانت باندھنے کی تاریں یعنی برسز سے لے کر ننھے کیل کانٹے تک، سب نہیں تو اکثر بیرون ممالک سے درآمد کیے جاتے ہیں۔ ہم جب آگے دندان سازی کا سامان بنانے اور رکھنے والوں کو کوئی آرڈر دیتے ہیں تو وہ غریب مریضوں کے لیے کم سے کم قیمت پر مبنی مگر عمدہ نوعیت کا انٹرومنٹ دانت فریم یا مختلف پتھروں کے دانت وغیرہ تائیوان، کوریا یا ایران سے منگوانے یا اسمگل کرنے پر مجبور ہوتے ہیں، ورنہ مغربی ممالک کا سامان تو کافی مہنگا آتا ہے جو عام آدمی کے بس کا نہیں۔ میں اور میری ساتھی لیڈی ڈاکٹرز جو خدا ترسی کے جذبے سے معمور ہیں، ایسی غریب مریضاؤں کا قیمتی دانت بچانے کی کوشش بھی کرتے ہیں اور آسان اقساط پر کم سے کم تخمینے پر کام کر دیتے ہیں۔ اگر جذبہ ہو اور رضائے الٰہی کی جستجو بھی تو پردے میں رہتے ہوئے بھی خواتین کے لیے سماجی بہبود کے حوالے سے کسی بھی سطح پر کام کرنا کچھ مشکل نہیں، بس اخلاص شرط ہے۔

سوال: ہماری عزیز قاریات کے لیے کوئی پیغام جو آپ دینا چاہیں۔ ہم نے پوچھا۔

ج: اپنے بچوں کی دینی خطوط پر تربیت کریں، انہیں اعلیٰ دینی و دنیاوی تعلیم ضرور دلائیں۔ اگر کسی بچے یا بچی کا رجحان عصری تعلیم حاصل کرکے دین داروں کی خدمت کرنے کا ہے تو اسے ضروری دینی تعلیم اور مکمل دینی شرائط کے ساتھ عصری تعلیم ضرور دلوائیں۔ اپنے بچوں کو علمی و دینی مجالس میں اپنے ہمراہ ضرور لے کر جائیں اور مفید دینی شخصیات کے بیانات سنوائیں۔ بعض دفعہ کسی دوسرے کی طرف سے کہی گئی بات نوعمر بچوں پر زیادہ اثر کرتی ہے بہ نسبت والدین کی نصیحت کے، دینی رسائل بھی انہیں لگوا کر دیں، اور اپنی بچیوں کی مانوس دوست بن کر رہنمائی کریں کہ یہ وقت کا تقاضا ہے۔''

ہم نے ان کا شکریہ ادا کیا اور رخصت چاہی۔ انہوں نے خوش دلی سے ہمیں الوداع کہا اور اپنے سامنے میز پر رکھے نورانی قاعدہ کی طرف متوجہ ہوگئیں جس کی وہ آج کل اپنی مریض معلمات سے دہرائی کرتی رہتی ہیں تا کہ تجوید بہتر سے بہتر ہوسکے۔

رسمِ وفا

مناجیہ جبیں

8

کراچی آ کر سب اپنے اپنے دائرہ زندگی میں مصروف ہوگئے۔ بس رات سوتے وقت اکثر ریان کی نگاہوں کے سامنے معصوم امل کا سراپا آ جاتا۔ یہ اس کی زندگی کا پہلا حادثہ تھا جس نے اس کی زندگی پر بہت گہرے نقوش ثبت کیے تھے۔

معیز نے آنے والے ہفتوں میں مشاہدہ کیا کہ ریان کے اندر پہلے کی طرح لاپروائی اور چنچل پن ختم ہوگیا تھا۔ اس واقعہ نے اسے خاصا بیدار کردیا تھا۔ اب وہ اکثر ریان کو نماز باقاعدگی سے پڑھتا دیکھتا تھا۔ اب اس کا نماز میں دل لگنے لگا تھا، ریان اکثر سوچتا کہ میں ہمیشہ کا اللہ سے دور، اس کے گھر کے قریب بھی نہ پھٹکنے والا، اور میں نے ایک بار اپنی جھولی اس کے آگے پھیلائی تھی اور مجھے منہ مانگی مراد سے نوازا گیا۔ اس کے دربار میں میری سنی گئی، طلب قبول کرلی گئی، اب تو رہتی سانس تک شکر ادا کرنا تھا کہ وہ سرخرو کردیا گیا تھا۔ باقی مزاج کی شگفتگی اور حاضر جوابی میں ریان کسی کا ادھار رکھنے کا سرے سے قائل ہی نہیں تھا۔

☆

گرمیاں بڑھتی جارہی تھیں۔ آسیہ بہت دن سے گرمیوں کے کپڑوں کی شاپنگ کے لیے کہہ رہی تھی، جسے معیز وقت کی قلت کے سبب آئیں بائیں شائیں کررہا تھا، پھر آخر اس نے خاص طور سے خود کو اس کام کے لیے فارغ کرلیا اور شام کو چار بجے ہی گھر آ گیا۔ ساڑھے چار تک وہ آسیہ کو شاپنگ کے لیے لے کر نکلا۔ رابعہ کو نانی کے یہاں چھوڑا اور وہ طارق روڈ آ گئے۔ راستے بھر وہ آسیہ کو قناعت کے فضائل، بچت کے سنہری فوائد اور اپنی نازک جیب کے حوالے سے دہائیاں دیتا رہا، جسے آسیہ ایک کان سے سنتی، سر ہلاتی اور پھر شاپنگ میں مصروف ہوجاتی۔ آخر دو گھنٹے کے بعد اس کی شاپنگ مکمل ہو ہی گئی۔ آخری دکان پر جب وہ بل کی پے منٹ کرکے مڑا تو آسیہ کو کسی سے بہت گرمجوشی سے گلے ملتے ہوئے پایا۔ وہ جی جان سے سلگ گیا۔ آسیہ کو جو بھی جان پہچان والے مل جاتے تو وہ بہت تپاک سے مل کر آدھا گھنٹہ خاک میں ڈال دیتی تھی۔ وہ شاپنگ بیگز اٹھا کر آسیہ کی طرف آیا۔ سامنے جو خاتون تھیں وہ حجاب میں تھیں اور اُدھر آسیہ اپنی گفتگو میں اتنا محو تھی کہ معیز کو ٹوکنا پڑا۔

”چلیں آسیہ!“ اس کا انداز کوفت سے پُر تھا۔

”سنیں یہ ابیہ...... لاہور میں ان سے ملاقات ہوئی تھی ناں۔“ وہ پرجوش تھی۔

اس نے دل میں کچاچبا کر اوپری مسکراہٹ سے سلام کیا۔ وہ ہرگز ہرگز نہیں پہچان پایا تھا کہ پہلے بھی وہ ابیہ کا چہرہ نہ دیکھ سکا تھا اور نہ ہی اسے لاہور کے حوالے سے کچھ یاد آیا تھا۔ ابیہ نے آہستگی سے زیرِلب جواب دیا۔ اسے آسیہ کا جوش اور معیز کے چہرے پر رقم بیزاری اور تکان واضح نظر آرہی تھی اس نے خود ہی بات کو سمیٹتے ہوئے اجازت چاہی۔

”اچھا...... تم جارہی ہو، چلو ٹھیک ہے، مگر اب رابطے میں رہنا، پھر بے وفائی نہ کرنا مجھ سے اور کبھی موقع ملے تو گھر آؤ ناں!“ آسیہ کو بھی معیز کا احساس ہوا۔

”یااللہ! یہ اس کے عہد و پیمان ختم ہی نہیں ہورہے، پتا نہیں کتنے بین الاقوامی تعلقات ہیں اس کے؟“ اس نے دانت پیستے ہوئے گویا آسیہ کو دانتوں تلے چبایا۔

گاڑی میں بیٹھتے ہی اس نے آسیہ کو ڈپٹا۔

”یہ کیا تم ہر کسی کے ساتھ شروع ہوجاتی ہو، میرے ساتھ بے وفائی نہ کرنا...... ہونہہ سخت برے لگتے ہیں مجھے یہ ڈائیلاگ!“ اس نے باقاعدہ آسیہ کی نقل اتاری۔

”اچھا...... اب چپ کر جائیں...... اتنے دنوں بعد ملی تھی، وہ ابیہ تھی! جس کی بیٹی کا ریان بھائی کی گاڑی سے ایکسیڈنٹ ہوا تھا، واپس اپنے گھر کراچی آ گئی ہے تو کیا میں اس سے ملتی بھی نہیں......“

آسیہ کے حواس بحال ہوئے۔

”اچھا اچھا تو یہ وہ ابیہ تھیں۔“

معیز کو بے ساختہ یاد آیا۔ اس نے سرخ بتی پر گاڑی سگنل پر روک دی۔

”جی!“

معیز نے سگنل کھلنے پر گاڑی کو آگے بڑھا دیا۔

☆

وہ تین مئی منگل کا دن تھا جب علی الصبح ہی وہ دونوں دفتر میں موجود تھے کہ پورے عالمی میڈیا پر جو خبر نشر کی جارہی تھی اس نے ہر شعبۂ زندگی سے تعلق رکھنے والے کو اندر سے ہلا دیا تھا اور وہ تھی اسامہ بن لادن کی شہادت کی خبر۔ ریان اور معیز مستقل نیٹ پر خبریں سن رہے تھے۔ ہر طرف سے ایک ہی خبر آرہی تھی کہ امریکا نے اسامہ بن لادن کو مبینہ ٹھکانے ایبٹ آباد میں حملہ کرکے شہید کردیا اور ان کی نعش سمندر برد کردی۔

”داد دینی چاہیے امریکا بہادر کو، ایک آدمی سے اتنا خوفزدہ ہے کہ اس کی ڈیڈ باڈی چند گھنٹے بھی رکھنا گوارا نہ کی، کم از کم میڈیا کو ہی دکھا دیتا کہ واقعتاً اسامہ بن لادن کو شہید کردیا گیا ہے، پتا نہیں کس غریب کی جان لے کر سمندر میں بہادی اور اس پر اسامہ کا ٹیگ لگا دیا۔“ معیز بولا تھا۔

”جناب اس سے زیادہ مزیدار بات یہ ہے کہ پاکستان کے شہر جہاں امریکی فورسز کارروائی کررہی ہیں، وہاں اتنی بمباری کے بعد بھی حکومتی ریڈاروں کو خبر نہ ہوئی اور جب امریکی فورسز پاکستانی حدود سے باہر چلی گئیں تب حکمرانوں کو فون کرکے اٹھایا گیا۔“ (جاری ہے)

ڈگوری مساج آئل

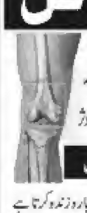

بغیر دوا کے جوڑوں اور پٹھوں کے درد کا خاتمہ

جوڑوں کمر، آرتھرائٹس اور لقوہ کے باعث پیدا شدہ درد کے لئے نہایت موثر

ہر قسم کی جلد کے لئے کثیر المقاصد مالش کا تیل

ڈگوری ہربل آئل: جڑی بوٹیوں کا مرکب ہے، جلد میں جذب ہوکر مردہ خلیات کو دوبارہ زندہ کرتا ہے خاص طور پر شوگر والے خواتین و حضرات کیلئے بہت فائدہ مند ہے جن کے پاؤں کی انگلیاں، پاؤں اور ٹانگیں پاؤں کی ہتھیلیاں، پنڈلیاں درد کرتی ہیں اور سن ہوجاتی ہیں جیسے کوئی گوشت کاٹ رہا ہے۔ مختلف قسم کے دردوں اور موچ کی تکالیف کے خاتمے میں بہترین نتائج مہیا کرتا ہے۔ یہ مختلف قسم کے زخموں کیلئے ابتدائی طبی امداد کے طور پر استعمال ہونے والا تیل ہے۔ یہ تیل اندرونی چوٹ اور سوجن کو کم کرنے میں مدد دیتا ہے۔ چھبن اور درد سے راحت دیتا ہے۔ کھیلوں کی تھراپی کیلئے ایک مثالی تیل ہے۔

ڈگوری ایک کثیر المقاصد تیل ہے یہ کسی بھی مصنوعی کیمیکل سے پاک قدرتی جڑی بوٹیوں سے بنی ایک مصنوعات ہے۔ یہ جلد کے اندر گہرائی تک اثر کرتا ہے جو جلد کے نقصان شدہ خلیوں کی بحالی میں مدد کرتا ہے۔ یہ غیر صحت مند جلد کیلئے بھی موثر ہے یہ جوڑوں کے درد کیلئے بھی موثر ہے اور آرتھرائٹس سے پیدا کردہ درد، پٹھوں کے دباؤ، موچ اور کمر کے درد کیلئے بھی موثر ہے۔ یہ کمزور ٹانگوں خصوصاً ان کیلئے جن کو چلنا دشوار ہو ان کیلئے تجویز کردہ ہے اس کی باقاعدگی سے مالش ہر عمر اور دونوں اجناس کیلئے نہایت موثر ہے۔

ڈیلر: بادشاہ دوی ہٹی بوہڑ بازار راولپنڈی 0515533528

خواجہ اسٹور بالمقابل ایمپریس مارکیٹ صدر کراچی ◎ محمد علی میڈیکوز آرام باغ کراچی ◎ خالد برادر مدنی سٹریٹ سکھر ◎ مصطفیٰ دواخانہ سالار والا راحت سینما حیدرآباد ◎ کمزور علی پنسار شاہی بازار لاڑکانہ ◎ نالہ دواخانہ صرافہ بازار ایبٹ آباد ◎ ایس ایس ٹیکرز 22 علامہ اقبال روڈ لاہور ◎ شاہی طبی دواخانہ چنیوٹ بازار فیصل آباد ◎ حبیب دواخانہ گھنٹہ گھر ملتان ◎ ملت دواخانہ گھنٹہ گھر پشاور

www.devapak.com

ہر قسم کے طبی مشورہ کے لیے 12 سے 6 بجے کال کریں گھر منگوانے کے 03335203553 یا skype پر آئیں

DEVAPAK نام پتہ sms کرکے معلوماتی کتابچہ مفت منگوائیں 03457000088

آپ کا دسترخوان

بریڈ پیزا

سیما انجم فرید

سالوں بعد اس بار رمضان المبارک لاہور میکے میں گزارا۔ سخت گرمی اور لوڈ شیڈنگ کی آنکھ مچولی کی وجہ سے سارا وقت اللہ کو یاد کرتے گزر گیا، کیوں کہ رات کو سونا بھی نصیب نہ تھا۔ ایک گھنٹہ لائٹ ہے اور اگلے گھنٹے نہیں ہے اور ہم لوگ پنکھے کے بغیر سو نہیں سکتے۔ میاں صاحب فون پر کراچی کے خوب صورت موسم کا ذکر کر کے ہمارا دل جلانہ سکے کیوں کہ میکے کی گرد باد سموم نہیں باد صبا لگتی ہے۔ بہر حال بھائی اور بہن کے بچوں کے ساتھ رمضان بہت اچھا گزرا۔ شرارت میں بچے کھانے کی چیزوں پر چھینا جھپٹی کرتے تو مجھے اپنا بھتیجا عمیر یاد آجاتا جواب اس دنیا میں نہیں رہا۔ ہم لوگ شادی سے پہلے پکوڑوں کا تسلہ بھر کر بناتے تھے۔ کھانے والے بھی ماشاء اللہ سے زیادہ تھے۔ سب تیزی سے پکوڑوں پر ہاتھ صاف کر رہے ہوتے، عمیر بھی کھاتا لیکن دو تین پکوڑے الٹے ہاتھ میں دبا کر رکھتا۔ ہم اس سے پوچھتے کہ یہ کیوں نہیں کھا رہے تو معصومیت سے کہتا۔ آپ سب اتنی تیزی سے پکوڑے ختم کر دیتے ہیں، یہ میں بعد میں کھاؤں گا۔ رمضان میں وہ بہت یاد آیا۔

وہاں رہتے ہوئے بچیوں کو کچھ سکھانے کا بھی موقع ملا۔ بریڈ پیزا بچیوں کو سکھایا، اب خواتین کا اسلام کی بچیوں کی خدمت میں بھی پیش ہے۔

اجزاء: سلائس چار عدد، چکن کا قیمہ ایک پاؤ (قیمہ لے لیں یا صاف بوٹیاں لے کر اس کو خود چاپر میں پیس لیں)، چلی ساس ایک کھانے کا چمچ، نمک حسب ذائقہ، سویا ساس ایک چائے کا چمچ، انڈا ایک عدد، کالی مرچ ایک چائے کا چمچ، ہرا دھنیا آدھی پیالی باریک کٹا ہوا، چائنیز سالٹ ایک چائے کا چمچ، کٹی لال مرچ ایک چائے کا چمچ، ہری مرچ چار عدد کٹی ہوئی، کارن فلور ایک کھانے کا چمچ۔

ترکیب: انڈے کے علاوہ تمام چیزیں قیمے میں ملا دیں۔ ڈبل روٹی کو تکون شیپ میں کاٹ لیں اور انڈے کو اچھی طرح پھینٹ لیں اور اس کی ایک تہہ سلائس پر لگا دیں۔ آپ کے چار سلائس جواب آٹھ ٹکڑوں میں تقسیم ہو گئے ہیں، کے حساب سے قیمے کو بھی آٹھ حصوں میں تقسیم کر دیں۔ انڈے کی تہہ لگانے کے بعد چکن کی تہہ سلائس پر اچھی طرح چپکا دیں۔ انڈے کی وجہ سے چکن اس پر اچھی طرح سے چپک جائے گا اب فرائی پین میں اتنا آئل ڈالیں کہ سلائس جب آپ اس میں ڈالیں تو صرف اس کی نیچے والی تہہ آئل میں ڈوب جائے اوپر والی سطح پر آئل نہ آئے چکن لگے ہوئے سلائس کو فرائی پین میں آہستہ سے ڈالیں۔ دو سے تین منٹ میں چکن والا حصہ سرخ مائل ہو جائے گا۔ دوسرے چولہے پر ایک سیدھا توا بھی ہلکی آنچ پر ہلکا سا آئل لگا کر تیار رکھیں، جیسے ہی چکن والا حصہ فرائی ہو جائے، اب سلائس کی وہ تہہ جس پر کچھ نہیں لگا تھا، اس تہہ کو توے پر ہلکا سا سینک لیں۔ خیال رکھیے گا چکن لگے ہوئے حصوں کو فرائی کرنا ہے اور اوپر والی سطح کو توے پر سینکنا ہے۔ شکل سے یہ چھوٹا سا پیزا لگتا ہے۔ بچوں کو بنا کر دیں ان کو بھی پسند آئے گا اور تھوڑا سا ان کے ابا کو بھی کھلا دیں، وہ خوش ہوں گے تو آپ کو دعا دیں گے، اور ہم سب کو دعاؤں کی بہت ضرورت ہے۔

نوٹ: ڈبل روٹی پھیکی والی استعمال کریں۔

محبت الٰہیہ کتب کا پیکیج

فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

محبتِ الٰہیہ

صفحات 374

2 عورت کے بندے
3 فتنہ انکار حدیث
4 بدعات مروجہ
5 نماز میں مردوں کی غفلتیں
6 نفس کے بندے
7 نماز میں خواتین کی غفلتیں
8 اسلام میں ڈاڑھی کا مقام
9 مرض و موت
10 اصلاحِ خلق کا الٰہی نظام

اصل قیمت ~~750/=~~

رعایتی قیمت 450/=

منی آرڈر روانہ فرمائیں ڈاک خرچ مفت

کتاب گھر

الساوات سینٹر بالمقابل دارالافتاء والارشاد ناظم آباد نمبر 4، کراچی 75600

فون: 021-36688747,36688239

ایکسٹینشن: 211 موبائل: 0305-2542686

ایک بات

وہ میری بہت پیاری سہیلی ہیں۔ جب میں نے ان سے پہلی دفعہ بات کی تو مجھے ایک عجیب سا احساس ہوتا رہا۔ وہ یہ کہ میں جب بھی ان کو کوئی بات بتانے کی کوشش کرتی، ان کے منہ سے فوراً نکلتا۔ جی بالکل! میں بھی یہی سوچ رہی تھی۔ کبھی کہتیں، جی! مجھے تو پتہ تھا پہلے سے یہ سب! اور کبھی ہاں یہ تو میں اچھی طرح جانتی ہوں او غیرہ، وغیرہ۔

اور آپ یقین کریں میں کوشش کے باوجود ان کو کچھ زیادہ کام کی بات نہ بتا سکی حالانکہ اگر وہ میری پوری بات سن لیتیں تو ان کو بہت فائدہ مند معلومات حاصل ہوتیں۔ میری کئی عزیز بہنیں ایسی ہیں جنہوں نے مجھ سے ایک مسئلہ پوچھا۔ میں نے بتایا اور جب بتا دیا تو وہ کہنے لگیں۔ ''اوہ! اس بارے میں سب کچھ مجھے پتہ ہی ہے بس ذرا ذہن سے نکل جاتا ہے!'' چنانچہ غیر ارادی طور پر میں اسی مسئلے سے متعلق ان کو ایک اور بہت اہم بات بتاتے بتاتے رک گئی۔

دیکھوں گی!

سارہ الیاس۔ڈیرہ غازی خان

وہ برتن دھوتے ہوئے انتہائی احتیاط سے کام لے رہی تھیں۔ٹونٹی سے پانی کی بہت پتلی دھار گر رہی تھی اور گرنے والا پانی بھی برتن میں جمع ہو رہا تھا تاکہ اسٹین لیس اسٹیل کے سینک سے ٹکرا کر آواز پیدا نہ ہو۔دہلا ہوا چمچ کپ میں رکھتے ہوئے ہاتھ ذرا سا بہکا اور تھوڑی سی چھن کی آواز آئی یا پھر برتنوں کو نہایت احتیاط سے ان کی جگہ رکھتے ہوئے بھی ہلکی ہلکی آوازیں پیدا ہو رہی تھیں۔کام ختم کرکے وہ دروازے کی طرف مڑیں تو دروازے سے ٹیک لگائے آنکھیں بند کیے وہ کھڑا تھا۔ان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آگئی۔

''اٹھ گیا میرا بیٹا؟''لہجہ میں شیرینی گھلی ہوئی تھی۔

''سونے کب دیا آپ نے؟''اس کا لہجہ تھوڑا تلخ تھا۔

''ارے میں نے بہت احتیاط کی تھی پھر بھی؟''

ان کے لہجے میں تشویش تھی۔

''خاک احتیاط کی تھی ،پہلے کپ دھلنے کی آوازیں آتی رہیں، میں نے کشن سر پر رکھ لیا تو چھن سے چمچ دے مارا، پھر انہیں ان کی مخصوص جگہوں پر پٹخنے کی آوازیں۔''وہ روٹھا روٹھا سا تھا۔

''توبہ توبہ! پٹخنے کے سگے! اتنا آرام سے کام کیا ہے میں نے، کان اتنے تیز کیوں ہیں آخر تمہارے؟ کوئی کام کہو تو سنائی نہیں دیتا ویسے تو۔''وہ کچھ شوخ انداز میں بولیں تو اس کا منہ بن گیا۔

''آپ کو پتا ہے میری نیند کتنی کچی ہے، بھلا اس وقت برتن دھونا ضروری تھے؟''

''ہاں جی ضروری تھے، بیٹی تو نہیں بیٹھی میری کوئی جو کام نمٹا دے گی، کرکے ہی سوؤں گی نا!''ان کا انداز اب کچھ ناگواری لیے ہوئے تھا۔

''اب میری تو اڑ گئی نا نیند، پہلے اتنا مشکل سے آتی ہے، دودھ گرم کردیں اب تھوڑا سا۔''

''ذرا ذرا سی آوازوں پر نیند اڑ جاتی ہے نواب صاحب کی، آگے دیکھوں گی۔''انہوں نے فریج سے دودھ نکالتے ہوئے حسب معمول اسے چھیڑا تو وہ چڑ کر بولا:

''آپ بھی نہ بس، کوئی شور مچانے والی لائیں تو کان پکڑ کر باہر نکال دوں گا ہاں......''

''پھر گونگی لڑکی چل جائے گی؟ ذرا شور نہ کرے گی۔''

''اماں......''وہ بچوں کی طرح پیر پٹخ کر بولا تو وہ ہنس پڑیں۔

ناصر ان کا چھوٹا بیٹا تھا۔بڑے دونوں کام کے سلسلے میں اپنے بیوی بچوں کے ساتھ شہر سے باہر مقیم تھے۔یہ ان کا لاڈلا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا۔باقی تو بہت اچھا تھا، محبت کرنے والا، فرمانبردار مگر نیند کا کچا تھا۔اس لیے اکثر ناراض ہو جاتا، اور وہ 'تب دیکھوں گی' کہہ کر بات ختم کر دیتیں۔

پھر ان کی دھیمے مزاج کی مالک بھانجی سعدیہ بہو بن کر ان کے گھر آگئی۔شادی کو چند ہی دن ہوئے تھے جب وہ چپ چاپ ان کے پاس آکر بیٹھ گئی۔

''کیا ہوا بیٹا؟''ان کا ماتھا ٹھنکا تھا۔

''کچھ نہیں امی......''وہ آہستہ سے بولی۔

''کچھ تو ہوا ہے؟ مجھے بتاؤ، ناصر نے کچھ کہا ہے۔''

''سوئے ہوئے تھے، میں کنگھی کر رہی تھی، ایک دم ہاتھ پکڑ کر کمرے سے باہر نکال دیا کہ بالوں میں برش کرنے سے آواز ہوتی ہے، جس سے میری نیند خراب ہو رہی ہے۔''اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔

انہیں بہت ہنسی آئی مگر قابو پا کر بولیں:''ارے نیند کے معاملے میں ایسا ہی ہے وہ، گرمیوں میں پنکھے کی آواز بھی تنگ کرتی ہے کبھی کبھار تو، خفت ہے اسے بس اور کچھ نہیں، ہو جائے گا سیدھا، تم زیادہ فکر مت کرو۔''

''اب کیا سیدھے ہوں گے؟ عادت پکی لگتی ہے مجھے ہی دھیان کرنا پڑے گا، جہاں محترم سو رہے ہوں، وہاں چڑیا بھی پر نہ مارے، اچھا چھوڑیں چائے پییں گی آپ، بناؤں؟''اس نے بڑبڑاتے ہوئے ایک دم سوال کیا۔

''تم کیوں بنانے لگیں، ابھی مہندی تو اتری نہیں ہاتھ کی اور کام کا شوق چڑھ رہا ہے۔میں بناتی ہوں، آؤ تم بھی دیکھو، اس کے سوتے میں باورچی خانے میں کیسے کام کرتے ہیں، ساتھ والا کمرہ ہے نا۔''

آواز پیدا کیے بنا انہوں نے ساس پین چولہے پر رکھا۔ پانی ڈالا آہستگی سے فریج کھولا اور بند کیا۔چائے بنی تو پورے دھیان سے کپوں میں انڈیلی، مگر وہ حسب معمول جن کی طرح لال منہ لیے دروازے پر کھڑا تھا۔''یہ وقت ہے چائے پینے کا؟''

''ہاں بیٹا! یہ چائے ہی کا وقت ہے، تم حسب عادت بے وقت سوئے ہو۔''انہوں نے کہا۔

''آپ کو تو اماں چڑ ہے میری نیند سے، جب سوتا ہوں، کچن میں آجاتی ہیں۔''

اس نے روٹھے انداز میں کہا۔

''ابھی کہہ لو، بعد میں دیکھوں گی......''

انہوں نے حسب عادت کہا تو وہ خفگی بھری حیرت سے بولا۔''اب کب دیکھیں گی؟''

وہ کچھ کہے بغیر مسکرائے گئیں تو وہ جھنجلا کر باہر چلا گیا۔

☆

سال بھر بعد ان کے کمرے سے شور کی آواز آ رہی تھی، یہ قیلولے کا وقت تھا۔وہ مسکرا کر اٹھیں اور ان کے پاس چلی آئیں اور بولیں۔

''نیند خراب ہو رہی ہے، لاؤ منا مجھے دے دو۔''

''نیند......نہیں تو، میرے پاس رہنے دیں، شام میں پھر کام سے جانا ہے۔''

واہ بھئی، دیکھا پھر میں نا کہتی تھی، دیکھوں گی! دیکھا؟''وہ شوخ انداز میں بولیں تو اس نے مسکرا کر سر جھکا دیا۔

''اولاد کا معاملہ ہے ناں بھئی، ماں بیوی کو تو چوں برداشت نہیں کرتے تھے، اب ریں ریں کرتا منا سینے سے لگائے کھڑے ہو اور نیند کا کوئی ہوش ہی نہیں، کیوں بہو؟''

سعدیہ بے تحاشا ہنستی چلی گئی اور وہ جھینپی سی ہنسی ہنستا رہا۔

آمنہ خورشید۔راولپنڈی

تب میں نے ایک بات سوچی۔وہ یہ کہ اگر ہم ایک جگ کو پانی سے بالکل بھر کر رکھ دیں تو اب اس میں مزید پانی نہیں ڈالا جا سکتا۔اسی طرح ہم اپنے ذہن کو ایک محدود علم سے بھر دیں اور اوپر ''میں سب کچھ جانتی ہوں!'' کی مہر لگا دیں تو آپ یقین کریں ایسی خاتون کبھی زندگی میں آگے نہیں جا سکیں گی۔امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے۔''آدھا علم اسی جملے میں ہے کہ ''میں نہیں جانتا!'' تو آپ چاہے استاد کے پاس ہیں، والدین کے پاس ہیں یا کسی بڑے بزرگ کے پاس......کوشش کریں کہ کوئی بھی بات یا مسئلہ پوچھتے وقت ذہن کی ہانڈی سے ''مجھے پتہ ہے'' کا ڈھکن اتار کے ایک طرف رکھ دیں۔اس کا فائدہ آپ اپنے علم اور عمل دونوں میں پالیں گی!

گھاٹے کا سودا

اہلیہ ابراہیم صدیقی

ماموں جان کو امریکا سے آئے ہوئے کئی دن گزر چکے تھے۔ گھر میں بڑی رونق تھی۔ مہمانوں کا تانتا بندھا رہتا۔ آخر وہ دس سال بعد آئے تھے، اس لیے سب رشتہ دار ہی ملنے کو بے چین تھے، جو سنتا ملنے چلا آتا۔ بچے بہت خوش تھے۔ ان کے ماموں ان سے بہت پیار کرتے تھے۔ ان کی اپنی بہن اور اس کے بچوں سے محبت مثالی تھی۔ کھانا کھاتے تو بہن اور بچوں کو قریب بٹھاتے۔ میرے ساتھ کھاؤ، میری پلیٹ میں سے کھاؤ۔ کبھی لقمہ بنا کر بہن کے منہ میں، کبھی بچوں کے منہ میں ڈالتے۔ بچے تو اس محبت سے سرشار تھے ہی، علیا بھی اپنے بھائی کے اس والہانہ اظہار محبت پر آنکھوں میں آنسو بھر لاتی۔

☆

”علیا! میرے پاس بیٹھو آکر، کھانے پکانے کی فکر چھوڑو، کچھ باہر سے منگوالیں گے یا باہر جاکر کھالیں گے۔ ابھی تو جی بھر کے دیکھا بھی نہیں اور واپسی میں چند دن رہ گئے ہیں۔“

”بھیا! بس ابھی آئی، آج آپ کی پسندیدہ چیز بنا رہی ہوں، جب تک آپ ان سے باتیں کیجیے۔“

علیا نے شوہر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ پہلے بھی بارہا وہ اپنی بہن اور اس کی فیملی کو امریکا بلوانے کے لیے اپنی سی کوشش کرتے رہے تھے، مگر آج موقع غنیمت جان کر انہوں نے اپنے بہنوئی کو دلائل سے قائل کرنے کی کوشش کی۔ اس بار ان کی پوری کوشش تھی کہ کسی طرح اپنی بہن کو بھی مع فیملی امریکی شہری بنانے میں کامیاب ہو جائیں۔

”دیکھو میاں! یہاں رکھا ہی کیا ہے، نہ بجلی نہ گیس، سکون نہ چین، کیسے زندگی گزار رہے ہو تم لوگ؟ 80 گز کے مکان میں آخر کب تک گزارا ہو گا۔ میرے باقی سب بہن بھائی اور ان کے بچے امریکا میں عیش کر رہے ہیں۔ یہ بچے بڑے ہوں گے ان بدتر حالات میں، جب ہفتے میں دو چار دن ہی اسکول کھلتے ہوں، پڑھ لکھ بھی گئے تو ڈگریاں اٹھائے نوکری کے لیے در بدر پھرتے رہیں گے، جہاں تعلیم کا معیار ہی گرا دیا جائے وہاں ڈگریوں کی کیا اہمیت رہ جاتی ہے۔ یہ بچے وہاں سے اپنی تعلیم مکمل کریں گے تو بین الاقوامی ڈگری ہوگی، امریکی گرین کارڈ ہولڈر کہلائیں گے، میاں بس اب ضد نہیں کرو، میں کاغذات جمع کرا دیتا ہوں، ارے وہاں کے مسلمان یہاں سے زیادہ اچھے ماحول میں رہ رہے ہیں۔ نماز، روزہ سب کرتے ہیں، امانت، دیانت، انسانیت وہاں کے لوگوں میں بہت ہے۔ یہاں تو آپس میں ایک دوسرے کی گردنیں مار رہے ہیں، یہ کیسے مسلمان ہیں؟“

”بھائی جان! آپ نے امریکی شہریت اختیار کی ہے، اس لیے آپ کو اس معاشرے کی خوبیاں ہی نظر آرہی ہیں، اللہ نہ کرے کہ میں کبھی اپنا ملک چھوڑ کر امریکا جاؤں۔“ کچھ توقف کے بعد وہ بولے۔ ”بھائی صاحب ہمارے ملک میں الحمدللہ دین کے مطابق زندگی گزارنا، اپنے بچوں کی دینی تربیت کرنا آسان ہے، جبکہ وہاں ناممکن ہے۔ وہاں باپ بیٹی کو یہ نہیں کہہ سکتا کہ کہاں گئی تھی، کس کے ساتھ گئی تھی اور کیوں گئی تھی؟؟ وہاں بیٹا کسی لڑکی کو گھر لے آئے تو والدین دیکھنے سننے کے سوا کچھ پوچھنے کا حوصلہ نہیں رکھتے۔ وہ جگہ ہم جیسوں کے رہنے کی نہیں ہے۔ معاف کیجیے گا بھائی صاحب! جس بہتر مستقبل کی ترغیب آپ دے رہے ہیں، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ لڑکا ہندو لڑکی سے شادی کرکے بچوں کے نام ہبل، ہامان رکھ کر بھی خود کو اچھا مسلمان سمجھتا ہو اور لڑکیاں گھر میں رہنا پسند نہ کریں نہ شادی پر آمادہ ہوں، اپنے والدین کے لیے اذیت و رسوائی کا باعث ہوں، ایسے مستقبل پر جو مطمئن ہو وہ شوق سے وہاں رہے، میں اپنے بچوں کے ایمان کا سودا کرکے چند دن کے عیش کے لیے ان کو کبھی امریکا نہیں بھیجوں گا۔ آپ کی ہم سے بے حد محبت اور خلوص بجا مگر شعر میں ترمیم کے ساتھ عرض ہے کہ

پیدا یہیں ہوا ہوں یہیں پر مروں گا میں
وہ اور لوگ تھے جو امریکا چلے گئے

بھائی صاحب حیرت اور کچھ شرمندہ سے انہیں دیکھتے رہ گئے۔ اس میں کچھ بھی غلط نہ تھا۔ واقعی ان کی نوجوان نسل ان کے ہاتھوں سے نکل چکی تھی اور یہ بہت گھاٹے کا سودا تھا۔

سنہری موقع سے فائدہ اٹھائیے

موجودہ پرفتن دور میں دین کی تبلیغ فرض عین بن چکی ہے

اسی جذبے کے تحت اپنے مسلمان بھائیوں کو احکامات الٰہی اور محسن انسانیت ﷺ کے مسنون طریقوں سے آگاہ کرنے کیلئے مختصر کتب کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ تبلیغ و اصلاح کی غرض سے علماء دیوبند کی زیر نگرانی ان کتابچوں کی اشاعت و مفت تقسیم کیلئے تعاون کیجئے۔ صرف 250 روپے سالانہ ادا کر کے گھر بیٹھے سال بھر میں 48 کتابچے حاصل کیجئے اور مسلک دیوبند کے مطابق اپنے عقائد و اعمال کی اصلاح کیجئے، خود بھی ممبر بنئے اور دوسروں کو بھی بنائیے اور اپنے لئے صدقہ جاریہ اور اپنے پیارے مرحومین کیلئے ایصال ثواب کا اہتمام کیجئے۔ صرف 100 روپے بھجوا کر مندرجہ ذیل موضوعات پر 20 کتابچے اکٹھے بھی منگوائے جاسکتے ہیں۔ والدین کی قدر کیجئے' شوہر کو اپنا بنانے کے 40 طریقے' بیوی کو اپنا بنانے کے 40 طریقے' مہمان و میزبان کے حقوق و آداب' توحید و شرک میں فرق' اپنے وجود سے رب کو پہچانئے' پڑوسیوں کے حقوق' مسلمان خواتین کی اہمیت و ذمہ داریاں وغیرہ وغیرہ۔

اپنی رقوم بذریعہ منی آرڈر اس پتے پر بھیجئے۔
قائد وقت پبلی کیشنز FL.185 بلاک B-8 کراچی سینٹر، نیو ٹاؤن کراچی
مزید تفصیلات کیلئے 0322-2459578 پر رابطہ کیجئے

مزاحیات

☆...... پیٹرول پمپ سے پانچ کلومیٹر دور ایک فوجی ٹرک کا پیٹرول ختم ہوگیا۔ ڈرائیور ایک سردار تھا۔ اس کے برابر ایک میجر بیٹھا ہوا تھا۔ سردار نے میجر کو بتایا کہ سر پیٹرول پمپ تک دھکا لگانا پڑے گا۔ سب فوجی نیچے اترے اور دھکا لگانے لگے۔ کافی دیر بعد پیٹرول پمپ پر پہنچ گئے۔ کچھ جوان تھک کر گر پڑے۔ سردار نے پیٹرول ڈلوایا تو میجر نے کہا کہ پیچھے جو ڈرم رکھا ہے، اس میں بھی پیٹرول ڈلوالو۔ سردار نے کہا: ”سر وہ تو پہلے ہی فل ہے، ایمرجنسی کے لیے رکھا ہوا ہے۔“ یہ سن کر میجر بے ہوش ہوگیا۔ (حمیرا غلام نبی۔ کوئٹہ)

بزمِ خواتین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

❖ خواتین کا اسلام میں یہ میرا دوسرا خط ہے۔ پہلا خط آپ نے شایع نہیں کیا۔ کیا خط لکھنے اور شایع کرنے میں بھی معیار اور اچھی تحریر کو ترجیح دی جاتی ہے۔ بہر حال اپنے خط کا شدت سے انتظار تھا اور اپنی تحریر کا بھی۔ خواتین کا اسلام بہت ہی شان دار اور خوب صورت رسالہ ہے۔ ہر ہفتے شدت سے انتظار رہتا ہے۔ میں آپ کی پرانی قاریات میں ہی شمار ہوتی ہوں لیکن خط وکتابت کا سلسلہ اب شروع کیا ہے۔ کہانی روگ بہت پسند آئی لیکن اختتام پر دل پسیج گیا اور دل بہت غمگین ہوا۔ کہانی لکھنے کا ہمیں بھی بہت شوق ہے آپ بتایئے ہم کیسے ادیبہ یا کہانی نویس بن سکتے ہیں؟ (امیمہ خالد)

ج: **مسلسل مطالعے اور شایع ہونے نہ ہونے کے غم سے آزاد ہوکر مسلسل لکھنے سے۔**

❖ خواتین کا اسلام ماشاء اللہ بہت اچھا جا رہا ہے۔ خواتین کا اسلام کے گزشتہ کچھ شمارے کھنگالتے ہوئے ایک چھوٹا سا اعلان نظروں سے گزرا جو مدیر کی طرف سے تھا۔ اس میں لکھنے والیوں کو تحریر میں انگریزی الفاظ کے استعمال سے منع کیا گیا تھا اور انداز کچھ یوں تھا: "اگر آپ Important لکھتی ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ آپ اردو کے لفظ اہم سے واقف نہیں۔" میں آپ پر صرف یہ واضح کرنا چاہتی ہوں کہ انگریزی کا کوئی بھی لفظ اردو تحریر میں استعمال کرنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم اس کے اردو ترجمے سے ناواقف ہیں۔ میں حیران ہوں آپ نے اس سے یہ نتیجہ کیسے اخذ کرلیا؟ یہ عام مشاہدے کی بات ہے کہ اگر تحریر کی مناسبت سے انگریزی کے کچھ الفاظ ومحاورات یا روزمرہ میں استعمال ہونے والے جملے تحریر میں ڈال دیے جائیں تو بالکل بھی برا محسوس نہیں ہوتا بلکہ اکثر اوقات ان کا استعمال تحریر کو چار چاند لگا دیتا ہے۔ اس لیے میرے خیال میں انگریزی الفاظ کے مناسب استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر انگریزی کے بہت سے الفاظ ومحاورات ایسے ہیں جو ہم روزمرہ عام بول چال میں استعمال کرتے ہیں۔ ان کا عام استعمال بالکل بھی بناوٹی اور Unnatural نہیں لگتا بلکہ اس سے تحریر میں مزید بے ساختگی آتی ہے۔ یہ عموماً ایسے الفاظ ہوتے ہیں جو ہم بولنے میں آسانی محسوس کرتے ہیں اور اگر ان کی جگہ ان کے اردو بول استعمال کیے جائیں تو وہ بناوٹی محسوس ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر لفظ یوز (Use) کو ہی لے لیجیے۔ اس کے علاوہ بہت سے ایسے الفاظ ہیں جو اردو زبان میں رائج ہو چکے ہیں اور آپ چاہیں بھی تو ان کو نکال نہیں سکتے۔ مثلاً شاور، ٹوتھ پیسٹ، ہیلو، میڈم، اوکے، مس، مسٹر وغیرہ۔ امید ہے آپ کھلے دل سے میری بات پر غور فرمائیں گے۔

(ماہ نور ثناء اللہ۔ اسلام آباد)

ج: آپ کی بات اس حد تک تو درست ہے کہ انگریزی (بلکہ کسی بھی زبان کے) وہ الفاظ جو اب اردو میں رائج ہو چکے ہیں، ان کے استعمال میں کوئی قباحت نہیں کیوں کہ وہ گویا اب اردو ہی کے الفاظ ہو چکے ہیں۔ ہمیں یہ بھی تسلیم ہے کہ مخصوص ماحول اور کردار کی مناسبت سے اگر کہانی کی ضرورت ہو تو خالص انگریزی الفاظ بھی استعمال کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں کیوں کہ اس طرح ایک بے ساختہ پن اور منظر کشی حقیقت سے قریب تر نظر آتی ہے۔ مثلاً ایک کالج کی ماڈرن لڑکی اگر فارسی شدہ اردو بولے گی تو بے حد عجیب اور بناوٹی سا ہی لگے گا۔ مگر ہمارے اس اعلان کا مقصد یہ نہیں تھا بلکہ دوسری انتہا ظاہر کرنی تھی، جو آپ کے اس خط میں بھی جھلک رہی ہے۔ آپ نے جن الفاظ کی مثالیں دیں، ان میں سے Use، امپورٹنٹ، ہیلو، میڈم، مس، مسٹر وغیرہ الفاظ اردو میں رائج نہیں بلکہ ایک مخصوص حلقے کے لوگ ہی انہیں استعمال کرتے ہیں۔ اس لیے اگر کردار نگاری کی ضرورت نہ ہو تو ان کی جگہ اہم، السلام علیکم، استعمال، محترم اور محترمہ کا ہی استعمال ہونا چاہیے۔ البتہ شاور، ٹوتھ پیسٹ، لائٹ، کال وغیرہ جیسے الفاظ اب روزمرہ کی بول چال کے الفاظ ہیں، اس لیے ان کا استعمال ٹھیک ہے۔

دلکشی اور گوراپن اب خواب نہیں

گریس ہربل

لائے ایسا نکھار کہ چہرہ خود بتائے — بیوٹی کریم

گریس ہربل بیوٹی کریم دودھ ایلوویرا اور وائٹامنز کی ایسی حیرت انگیز فارمولیشن ہے جو

- جلد کی سیاہی کو نرمی سے صاف کرے
- اور سات دنوں میں نمایاں گوراپن نظر آئے
- خالص ہربل اجزاء خون کی سرکولیشن بڑھائیں
- کہ آپ کو ملے جھریوں سے پاک اور جوان جلد
- ایلوویرا اور ٹشوز کو نئی زندگی دے
- اور آپ کی جلد ہو جائے نرم وملائم ریشم جیسی
- جلد کو الٹراوائیلٹ ریز سے محفوظ رکھے
- کیل مہاسے داغ دھبے ہمیشہ کے لیے دور کرے

ہر اچھے سٹور پر دستیاب ہے

ہشام لیڈیز کلینک

مین چوہان روڈ کرشن نگر اسلام پورہ لاہور

فون: 042-37157775, 0321-8482317

دینی وعصری تعلیمی اداروں کے لیے خالصتاً اسلامی بنیادوں پر نصابی کتب شائع کرنے والا واحد اشاعتی ادارہ

اقرأ پبلیکیشنز (رجسٹرڈ)

پسند فرمودہ: خطیب حرم حضرت مولانا محمد مکی صاحب الحجازی (مسجد حرام مکہ مکرمہ)

زیر نگرانی: محمد جمیل رحمانی (صدر مؤسس اقرأ تحریک المدارس پاکستان)

اقرأ پبلی کیشنز کا مکمل نصاب اختیار کرنے والے اداروں کو سہ ماہی سلیبس اور (پرنٹڈ) امتحانی پرچہ جات بھی فراہم کیے جاتے ہیں۔ نیز زیر تعلیم طلبہ میں سے 5 فی صد مستحق طلبہ کے لیے کاپی، کتابیں اور یونیفارم وغیرہ **مفت** فراہم کی جاتی ہیں۔

اقرأ پبلی کیشنز کی مطبوعات کے لیے اچھی شہرت کے حامل اسٹاکسٹ بھی رابطہ کر سکتے ہیں

اقرأ روضۃ الاطفال اکیڈمی (نزد کمیٹی چوک) مری روڈ راولپنڈی

اسلامی نظام تعلیم کا ملک بھر میں سب سے وسیع ومربوط نیٹ ورک

اقرأ اسکولز موومنٹ (رجسٹرڈ)

اپنے علاقوں میں اسلامی طرز کے اسکول کھولئے اور باوقار ذریعہ معاش کے ساتھ ساتھ اسلامی نظام تعلیم کو فروغ دیجئے۔ معلومات اور مکمل رہنمائی (فرنچائزڈ) کے لیے رابطہ کریں۔

0301-5373303, 0300-5511471

اصلی "اقرأ" کی پہچان

نام بھی اقرأ — یونیفارم بھی اقرأ — نظام بھی اقرأ — نصاب بھی اقرأ

سبقت

نام نہیں لکھا

''صاحب جی! آج سے چھ سال پہلے اس کام کی مزدوری 200 روپے تھی۔ اب اس قدر مہنگائی میں اگر 300 کر دیے ہیں تو زیادہ تو نہیں ...... آپ یہ 200 بھی رکھ لیں، میرا اللہ مالک ہے۔''

احمد نے قدرے خفگی سے کہا تو تھری پیس سوٹ میں ملبوس، کلائی پر قیمتی گھڑی اور ہاتھ میں مہنگے ترین موبائل والے صاحب نے 50 کا نوٹ احمد کے ہاتھ پر یوں رکھا جیسے احمد مزدوری نہیں بھیک مانگ رہا ہو اور پھر اپنی چمچماتی رنگ کی کار میں بیٹھ کے یہ جا وہ جا۔ احمد کے لیے یہ نئی بات نہیں تھی۔ اسے اکثر و بیشتر ایسے گاہکوں سے واسطہ پڑتا رہتا تھا۔ وہ ایک کار الیکٹریشن تھا اور پرائیویٹ ورک شاپ میں کام کرتا تھا۔ اس کے دو بیٹے عمر، حمزہ اور ایک بیٹی حفصہ تھی۔ عمر اور حمزہ اسکول جاتے تھے جبکہ حفصہ ابھی چھوٹی تھی۔ وہ ایک چھوٹے سے کرائے کے مکان میں رہتا تھا۔ پچھلے کئی روز سے اس پر بچت کا بھوت سوار تھا اور وہ گھر کے تمام اخراجات (مکان کا کرایہ، تمام بل، بچوں کی فیس اور گھر کا سودا سلف وغیرہ) سے جلد از جلد سبکدوش ہو جانا چاہتا تھا اور یہی وجہ تھی کہ وہ پوری پوری مزدوری کے لیے اصرار کرتا تھا۔ اس کی بیوی آسیہ نے 'ایف اے' کیا ہوا تھا اور گھر میں محلے کے بچوں کو ٹیوشن پڑھا کر کسی حد تک احمد کا ہاتھ بٹاتی تھی۔

ایک گاہک اسے اپنی گاڑی دکھا رہا تھا کہ عشاء کی اذان ہونے لگی۔ اس نے معذرت کر لی۔ ''اس وقت تو عشا کی نماز کا وقت ہو چکا ہے جناب! نماز کے بعد حاضر ہوں۔''

یہ کہہ کر احمد تیزی سے پلٹا تو گاہک نے بے چینی سے کام کی مزدوری پوچھی۔

''400 روپے۔'' احمد نے چلتے چلتے اونچی آواز میں کہا تو گاہک کو رکنا پڑا۔

''لیجیے جناب آپ کی گاڑی تیار ہے، آپ چیک کر لیں اور مزدوری عنایت فرما دیں۔ آج تو مجھے بہت تاخیر ہو گئی ہے۔'' گاہک نے قدرے مہذب انداز میں شکریہ ادا کیا اور پیسے احمد کی طرف بڑھا دیے۔

''یہ کیا چھ سو روپے؟؟'' احمد نے حیرانگی سے پوچھا۔

''ارے میں کوئی احسان تھوڑا ہی کر رہا ہوں، یہ تو تمہارا حق ہے، پتا ہے پچھلی ورک شاپ والوں نے نہ صرف 800 روپے مانگے بلکہ گاڑی بھی صبح دینے کو کہا تھا جبکہ مجھے صبح سویرے ضروری کام سے جانا ہے، دیکھو بظاہر تو یہ 200 کا فرق ہے، پر یاد رکھو جب حلال اور حرام کے فرق کو دیکھا جائے تو دو ہزار سے بھی زاید کا نقصان ہے، ہمیں دنیا کے فائدے پر آخرت کے فائدے کو ترجیح دینی چاہیے۔''

''جی بالکل جناب یہ تو آپ نے ٹھیک فرمایا۔'' پیسے جیب میں ڈالتے ہوئے احمد نے مسکرا کر جواب دیا اور خوشی خوشی گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔

''اوہو! آپ کھانا تو کھا لیں۔''

آسیہ نے جھلاتے ہوئے احمد سے کہا جو اپنے حساب کتاب میں مگن تھا۔

''یہ رہا گیس کا بل، یہ بجلی کا اور یہ پانی کا۔ اللہ تیرا شکر ہے یہ آخری پریشانی بھی دور ہوئی۔''

''کیسی پریشانی؟'' اب تو آسیہ سے صبر نہ ہو سکا۔

''نہیں نہیں کچھ نہیں، وہ حفصہ کی طبیعت اب کیسی ہے؟''

''اللہ کا بڑا احسان ہے اب تو کافی بہتر ہے۔''

آسیہ نے پانی کا جگ رکھتے ہوئے جواب دیا۔ اسی طرح کئی روز گزر گئے۔ ایک صبح احمد نے کام پر جانے سے پہلے گتے کا ڈبہ نکالا اور روپے گننے لگا۔ جو وہ پچھلے کئی روز سے جمع کر رہا تھا۔ اس سے پہلے گھر کے تمام اخراجات پورے کرتے کرتے مہینہ ہی گزر جاتا تھا، پر اس دفعہ جیسے ہی اس نے سیلاب متاثرین کی مدد کا ارادہ کیا، اللہ نے اپنی قدرت کاملہ سے ایسی برکت عطا فرمائی کہ سترہ اٹھارہ دن میں ہی سب کام ہو گئے اور یوں اسے کچھ روز بچت کے لیے بھی مل گئے۔ آسیہ اچانک کمرے میں داخل ہوئی اور پھر پیسوں کی طرف دیکھا۔

''سنیں کیا آپ قربانی کرنے کا ارادہ بنا رہے ہیں؟ لیکن قربانی کے جانور تو بہت مہنگے ہیں، ہماری پورے سال کی بچت تو بیماری کی نظر ہو چکی، میرے خیال میں عید کی خریداری کے لیے ہیں۔''

احمد کوئی جواب دیے بغیر اپنے حساب کتاب میں مصروف رہا۔

''یہ ہو گئے 1875 ......'' اس نے جیب سے 125 روپے نکال کر ان پیسوں میں شامل کر دیے۔ ''اب ہو گئے پورے دو ہزار......''

''عمر کے ابا! آپ کن سوچوں میں گم ہیں۔'' احمد نے چونک کر بیوی کی طرف دیکھا اور پھر تفصیل آسیہ کو بتا دی۔

''دیکھو آسیہ! زلزلہ متاثرین ہمارے مسلمان بہن بھائی ہیں اور ان کے بچے بھی ہمارے بچوں کی طرح ہی ہے ناں! ہمارا فرض بنتا ہے کہ اس آڑے وقت میں ان مجبور و بے کس لوگوں کی مدد کریں، تمہیں سب بچوں کی ٹیوشن فیس تو مل گئی ہوگی، کیا تم اس نیکی میں اپنا حصہ نہیں ڈالو گی؟'' آسیہ نے بے چارگی سے احمد کی طرف دیکھا اور سوچنے لگی۔ بچوں کے جوتے، کپڑے، کھلونے اور پھر عید پر سیر کرانے کا وعدہ اور نہ جانے کیا کچھ...... پھر اگلے ہی لمحے سر جھٹک کر اس نے 2500 روپے لا کر احمد کے حوالے کر دیے۔ بیوی کا مرجھایا ہوا چہرہ دیکھ کر احمد تسلی دینے لگا۔

''اگر اللہ کے ہاں ہماری یہ نیکی قبول ہو جائے اور اللہ ہم سے راضی ہو جائے تو یہ سراسر نفع کا سودا ہے پگلی! اس لیے ایسے منہ پر بارہ بجا کر نہیں بلکہ پوری خوشی اور طیب خاطر سے دو۔ مجھے معلوم ہے، ان پیسوں سے تمہاری کافی ضروریات پوری ہو جاتیں مگر آسیہ ان بھائیوں کی ضرورت پوری ہونا زیادہ اہم ہے اور پھر صحابہ بھی تو اپنا پیٹ کاٹ کر محنت کر کے صدقہ کیا کرتے تھے......''

کچھ کہے بغیر آسیہ نے کانوں سے سونے کی چھوٹی چھوٹی بالیاں اتار کر احمد کی طرف بڑھائیں تو اس نے استفہامیہ نظروں سے بیوی کو دیکھا۔

''عمر کے ابا! میں نے کبھی کسی چیز میں آپ کی بات نہیں ٹالی تو یہ تو بہت بڑی بات ہے۔ بس وہ تو بے اختیار ایسا ہو گیا۔ لیجیے یہ بالیاں آپ نے شادی پر دی تھیں ناں، مجھے بہت عزیز ہیں اسی لیے تو آج تک ان کو خود سے جدا نہیں کیا مگر مزہ تو تب ہی ہے ناں جب اللہ کے راستے میں محبوب چیز دی جائے، آپ پیسوں کے ساتھ یہ بھی دے آیئے گا مگر ہاں خوب چھان پھٹک کر کے امداد دیجیے گا۔ یہ بھی تو ہمارا فرض ہے کہ ہم امداد ایسے ہاتھوں میں دیں جو واقعی زلزلہ متاثرین تک پہنچاتے ہیں نہ کہ خود ہڑپ کر جائیں۔''

''ہاں ہاں کیوں نہیں میں اس بارے میں تحقیق کر چکا ہوں۔''

یہ کہتے ہوئے احمد تیزی سے دروازے کی طرف لپکا۔ وہ جلد از جلد امدادی کیمپ پہنچ جانا چاہتا تھا۔ کیوں کہ زندگی کا تو کوئی بھروسا نہیں، کب بے وفائی کر جائے۔ راستے بھر احمد سوچتا رہا کہ ایک بار پھر اس کی بیوی نیکی کے کام میں اس پر سبقت لے گئی۔

بچوں اور نوجوانوں کے لیے منفرد ہفتہ وار انگریزی میگزین

The TRUTH

Subscription Charges

Rs. 1200 for 1 Year (52 Issues — 4 issues free)
Rs. 600 for 6 months (26 Issues — 2 issues free)
Rs. 300 for 3 months (13 Issues — 1 issue free)

Bank Account: The Truth Intr. Current A/c no. 0184-0100310268
Meezan Bank Gulshan-e-Maymar, Karachi

کراچی: 0334-3372304 | حیدرآباد: 0300-3037026
لاہور: 0300-4284430 | سرگودھا: 0321-6018171 | سکھر: 0300-9313528
فیصل آباد: 0333-4365150 | راولپنڈی: 0321-5352745 | ملتان: 0305-8425669
پشاور: 0314-9007293 | کوئٹہ: 0321-8045069

رقم بذریعہ منی آرڈر اور ایزی پیسہ بھی بھیج سکتے ہیں

پرانے شمارے بھی منگوائے جا سکتے ہیں

سبسکرپشن اور دیگر معلومات کیلئے مرکزی رابطہ
دی ٹرتھ 4-G-1/11 ناظم آباد نمبر 4 کراچی
0322-2740052, 021-36881355

www.thetruthmag.com | info@thetruthmag.com